تنظیم اسلامی کا ترجمان

10

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

27 جمادی الاخریٰ تا 4 رجب المرجب 1440ھ / 5 تا 11 مارچ 2019ء

اُمت مسلمہ کی سب سے بڑی ضرورت

آج اُمتِ مسلمہ کی سب سے بڑی ضرورت کیا ہے؟ ہر شخص سوچے کہ کیا مال و دولت، حکومت، تعلیم، ٹیکنالوجی یا جمہوریت میں سے کوئی چیز ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے؟ میرے تجزیے کے مطابق آج اُمت مسلمہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے اس طریق کار کو سمجھ لے جس طریقے پر محمد رسول اللہ ﷺ نے انقلاب برپا کیا۔ میری سوچ کے یہ پہلو تو آپ حضرات پر واضح ہوں گے کہ اس وقت عالمی پیمانے پر اُمت مسلمہ جس زبوں حالی کا شکار ہے یہ اصل میں عذابِ الٰہی ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم زمین پر اللہ کے دین کے نمائندے بنائے گئے تھے' لیکن ہم آج پوری دنیا میں کوئی ایک ملک بھی بطور ماڈل ایسا نہیں دکھا سکتے جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکیں کہ لوگو آؤ' دیکھو یہ ہے نظامِ مصطفی ﷺ — یہ ہیں اللہ کے دین حق کے قیام کی برکات! لہٰذا ہم اللہ کے عذاب کی گرفت میں ہیں۔ یہ بات جان لیجیے کہ اللہ کے اِذن کے بغیر بھارت اور امریکہ سمیت دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ گویا اس وقت دنیا میں ہمارا جو حال ہو رہا ہے وہ اِذنِ ربّ ہی سے ہو رہا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ ہم اللہ کے دین کی صحیح نمائندگی نہیں کر رہے' بلکہ اپنے عمل سے اسے misrepresent کر رہے ہیں۔ تو اس کا حل ایک ہی ہے کہ ہم کم از کم دنیا کے کسی ایک ملک میں صحیح صحیح اسلامی نظام قائم کر کے دکھا دیں۔ اور پھر دنیا کو دعوت دیں کہ آؤ' دیکھو یہ ہے اسلام!

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

''امن چاہتے ہو تو......

تقویٰ کی اہمیت وافادیت

پلوامہ حملہ اور بھارتی عزائم

یک جہتی کی ضرورت

نماز کی روح: خشوع وخضوع

محبوبِ حقیقی

الھدیٰ (843)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اور دعا

سُورۃُ الْاَنْبِیَاۗءِ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت :87

وَذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ‌ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ‌ۚ‌ۖ ﴿۸۷﴾

آیت ۸۷ ﴿وَذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا﴾ ''اور مچھلی والے کو بھی (ہم نے نوازا) جب وہ چل دیا غصے میں بھرا ہوا''

یعنی حضرت یونس علیہ السلام۔ آپؑ کو ''مچھلی والا'' اس لیے فرمایا گیا ہے کہ آپؑ کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ آپؑ کو شہر نینوا کی طرف مبعوث فرمایا گیا تھا۔ آپؑ نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا اور حق کی طرف بلایا۔ آپؑ نے بار بار دعوت دی‘ ہر طرح سے تبلیغ و تذکیر کا حق ادا کیا‘ مگر اس قوم نے آپؑ کی کسی بات کو نہ مانا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عذاب بھیجنے کا فیصلہ ہو گیا۔ آپؑ قوم سے برہم ہو کر ان کو عذاب کی خبر سنا کر وہاں سے نکل آئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت آنے سے پہلے ہی اپنے مقامِ بعثت سے ہجرت کر لی‘ جبکہ اللہ کی باقاعدہ اجازت کے بغیر کوئی رسول اپنے مقامِ بعثت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اسی اصول اور قانون کے تحت ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تمام مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تھی‘ مگر آپؐ نے خود اس وقت تک ہجرت نہیں فرمائی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے باقاعدہ اس کی اجازت نہیں مل گئی۔

﴿فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ﴾ ''اور اُس نے گمان کیا کہ ہم اسے پکڑ نہیں سکیں گے''

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کامل بندوں کی ادنیٰ ترین لغزش کا ذکر بھی بہت سخت پیرایہ میں کرتا ہے۔ اس سے کاملین کی تنقیص نہیں ہوتی‘ بلکہ جلالتِ شان ظاہر ہوتی ہے کہ اتنے بڑے ہو کر ایسی چھوٹی سی فروگزاشت بھی کیوں کرتے ہیں! ع ''جن کے رُتبے ہیں سوا‘ اُن کی سوا مشکل ہے!''

﴿فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ﴾ ''پس اُس نے (اللہ تعالیٰ کو) تاریکیوں کے اندر پکارا''

آپؑ اپنے علاقے سے نکلنے کے بعد ایک کشتی میں سوار ہوئے اور وہاں ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ آپؑ کو دریا میں چھلانگ لگانا پڑی اور ایک بڑی مچھلی نے آپؑ کو نگل لیا۔ مچھلی کے پیٹ اور قعرِ دریا کی تاریکیوں میں آپؑ تسبیح کرتے اور اللہ کو پکارتے رہے:

﴿اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ‌ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۸۷﴾﴾ ''کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں‘ تو پاک ہے اور یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''

اے اللہ! مجھ سے غلطی ہو گئی ہے‘ میں خطا کار ہوں‘ تو مجھے معاف کر دے! یہ آیت ''آیت کریمہ'' کہلاتی ہے۔ روایات میں اس آیت کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں۔ کسی مصیبت یا پریشانی کے وقت یہ دعا صدق دل سے مانگی جائے تو کبھی قبولیت سے محروم نہیں رہتی۔

فرمان نبویؐ

جنت کی ضمانت

عَنْ عِبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَضْمِنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّۃَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ))

(رواہ ابن حبان والحاکم)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (1) جب بات کرو تو سچ بولو (2) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (3) جب تمہیں امین بنایا جائے تو اس (امانت) کا حق ادا کرو (4) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (5) اپنی نظریں نیچی رکھا کرو (6) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔''

تشریح: یہ سب ایمان کی خوبیاں ہیں جو بندۂ مومن میں پیدا ہونی چاہئیں اور انہی صفات کو قرآن مجید عملِ صالح قرار دیتا ہے جو اللہ کے ہاں نجات کا ذریعہ ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 جمادی الاخریٰ تا 4 رجب 1440ھ جلد 28
5 تا 11 مارچ 2019ء شمارہ 10

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

''امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو''

''امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو'' یہ ایک ایسی ضرب المثل یا مکالمہ ہے جس کے سچ اور صحیح ہونے پر تاریخ نے مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ کسی قوم یا ملک کا جنگ کے لیے تیار نہ ہونا یا اپنے دفاع سے غافل ہونا اور بے اعتنائی برتنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھر کے تمام دروازے کھلے چھوڑ کر سو جائے۔ جو چاہے چوری کر لے یا قبضہ کر لے۔ اس کے لیے تاریخ سے بے شمار مثالیں جمع کی جا سکتی ہیں البتہ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ نہ علامہ اقبال کا یہ کہنا غلط ہے کہ ''مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی'' اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قلت و کثرت کا جنگ میں ہمیشہ فیصلہ کن رول نہیں ہوتا، جس کی طرف قرآن پاک بھی سورۃ البقرۃ (آیت: 249) میں اشارہ کرتا ہے۔ درحقیقت جنگ کی تیاری سے مراد ہے کہ کوئی قوم اپنے دفاع سے غافل نہ ہو۔ وہ اپنے دشمن پر نظر رکھے' وہ متحد ہو' وہ دستیاب وسائل کا بھرپور استعمال کرنا جانتی ہو۔ پھر یہ کہ کسی نظریہ کی بنیاد پر یا کسی عصبیت کی بنا پر اُس قوم میں جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔ یعنی نظریہ کا تحفظ جان و مال سے زیادہ عزیز ہو یا قوم و ملک کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ ہو۔ جنگ کے لیے تیار ہونا تاکہ امن برقرار رہے' اِس لحاظ سے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ مسلم جذبہ جہاد اور نظریہ کے تحفظ کے لیے خود کو جنگ کے لیے تیار کرتا ہے اور غیر مسلم یہ تیاری قومیت اور وطن پرستی کے لیے کرتا ہے۔

البتہ بنیادی فرق جنگ شروع ہونے کے بعد واضح نظر آتا ہے۔ غیر مسلم' قوم اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لیے جنگ لڑتا ہے تاکہ وہ غیر کی غلامی سے بچے، اُس کا گھر، اُس کے اہل و عیال، اُس کا کاروبار دشمن کی کارروائی سے بچ سکے۔ اگرچہ حقیقی مسلمان کے لیے بھی یہ چیزیں غیر اہم نہیں ہوتیں لیکن اُن کی حیثیت ثانوی ہو جاتی ہے۔ غازی بن کر جینا پسندیدہ ہوتا ہے لیکن اصلاً وہ شہادت کا متمنی ہوتا ہے تاکہ اُخروی زندگی جو دائمی زندگی ہے اُس میں وہ کامیاب و کامران ہو اور وہاں سرفراز ہو سکے۔ بالفاظ دیگر غیر مسلم کی تگ و دو صرف بچ جانے اور بچا لینے کی ہے اور مسلم کی اصل ترجیح شہید ہو کر اُن تمام نعمتوں کا پالینا ہے جس کا اُس کے رب نے اُس سے وعدہ کیا ہے۔ کسی غیر مسلم نے کیا خوب کہا ہے کہ ہم میں اور مسلمانوں میں فرق یہ ہے کہ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں اور وہ مرنا چاہتے ہیں۔ مرنے کی خواہش رکھنے والے سے لڑنا کتنا دشوار ہے، کتنا مشکل ہے اور جب کسی ایسی ریاست کی بات ہو جس کی جغرافیائی سرحدیں کسی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آئی ہوں تو بات دوچند ہو جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ پاکستان جس نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا اگر وہ نظریہ ہی خدانخواستہ خاکم بدہن ختم ہو جائے یا پوری طرح عملی شکل اختیار نہ کر سکے تو کیا جغرافیائی سرحدیں بے معنی نہیں ہو جاتیں؟ تو پھر کیا یہ کہنے والے سچے نہیں سمجھے جائیں گے جو کہتے ہیں کہ بھارت اور ہم میں کوئی فرق نہیں یہ تو بس ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے، جیسے مشرقی اور مغربی برلن کے درمیان عارضی دیوار کھڑی کر دی

گئی تھی جو بالآخر دھڑام سے جا گری اور جرمنی پھر ایک ہو گیا۔ ہم اب بھی رائے رکھتے ہیں کہ صدفی صد ایسا نہیں ہے، اس لیے کہ نظریہ پاکستان اگرچہ صحیح اور حقیقی معنوں میں ریاست پاکستان میں عملی شکل اختیار نہ کر سکا۔ اسلام کا نفاذ نہ ہو سکا، پاکستان اسلامی فلاحی ریاست نہ بن سکا لیکن ایک بدقسمت اور حقیر ''اقلیت'' کو چھوڑ کر پاکستان کی عظیم اکثریت اسلام کو پاکستان کی بنیاد سمجھتی ہے۔ گویا ہمارا انحراف عملی تو ہے قولی نہیں ہے، جیسے کوئی مسلمان اگر روزہ اور نماز کا سختی سے پابند نہیں تو ہم اسے non-practicing Muslim کہتے ہیں مگر ہم اسے غیر مسلم نہیں کہتے۔ اس لیے کہ نماز کا قائل ہے اُسے رکنِ اسلام سمجھتا ہے لیکن بعض اوقات یا اکثر اوقات غفلت کا مظاہرہ کرتا ہے اسی طرح ہم پاکستان کو ایک non-practicing Muslim ریاست سمجھتے ہیں جو نظریہ پاکستان کی قول سے قائل ہے لیکن فی الحال عملاً نظریہ پاکستان کو اپنا نہیں پا رہی۔ یعنی عظیم اکثریت بمع حکمران انکاری نہیں ہیں۔ گویا ہم اجتماعی طور پر اور ریاستی طور پر گناہ گار ہیں، کفر کے مرتکب نہیں ہیں۔

پاکستان کی تاریخ اور حالات و واقعات نے بھی ثابت کیا ہے کہ اللہ ہم سے ناراض تو ہے لاتعلق نہیں ہے۔ 1971ء میں ناراضگی میں اللہ نے ہماری پیٹھ پر ایک کوڑا برسایا۔ ملک دولخت ہو گیا ہم اپنے ازلی دشمن کے ہاتھوں شکست و ریخت سے دو چار ہوئے مشرقی پاکستان بنگلہ دیش میں تبدیل ہو گیا لیکن ہمارا وجود ختم نہ ہوا۔ بھارت ہمیں صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا تھا اور شاید وہ اُس وقت اِس پوزیشن میں تھا کہ مغربی پاکستان کا بھی تیا پانچہ کر دیتا لیکن اللہ نے ہمیں ہمارے سمندر پار دشمن یعنی امریکہ کی ضرورت بنا دیا لہٰذا وہ مغربی پاکستان پر چڑھ دوڑنے کے حوالے سے بھارت کے راستے میں حائل ہو گیا۔ لیکن افسوس یہ ذلت آمیز شکست بھی ہم میں کوئی بنیادی تبدیلی نہ لا سکی البتہ ہم نے ایک آئین بنا لیا جسے اسلامی آئین کہا گیا اِس آئین میں 2-A شق کا اضافہ کر کے اسلام کو پاکستان کا ریاستی مذہب قرار دے دیا گیا۔ یہ بھی لکھ دیا گیا کہ ملک کا کوئی قانون قرآن و سنت یعنی اسلام سے متصادم نہیں ہو گا۔ لیکن عملی لحاظ سے کوئی بڑی تبدیلی وقوع پذیر نہ ہوئی البتہ قومی لحاظ سے کچھ شدت پیدا ہوئی اور ہم نظریہ پاکستان اور اسلام کی قوالی ذرا بلند آواز سے کرنے لگے۔ 1977ء میں تحریک نفاذ مصطفیٰؐ بھی زور دار انداز میں چلی۔ لوگوں نے قمیص کے بٹن کھول کھول کر گولیاں کھائیں لیکن بھٹو کے اقتدار کے خاتمے کے ساتھ تحریک نظام مصطفیٰؐ کا خاتمہ بھی ہو گیا اور اب قوم پھر ''نظریاتی قوالی'' پر اکتفا کر رہی ہے۔ نظریہ کا عملی نفاذ چونکہ عیش و عشرت پر پابندیاں لگاتا ہے، بے جا خواہشات اور آرزوؤں کے آگے بندھ باندھتا ہے، فحش اشغال سے اجتناب کا درس دیتا ہے، ارتکاز دولت کے راستے کی رکاوٹ بنتا ہے، انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کی جڑ کاٹتا ہے۔ لہٰذا قول سے عمل کی طرف نہ بڑھنا ہماری مجبوری بن چکی ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جس طرح ایک مسلمان کے صغیرہ گناہ تسلسل سے جاری رہیں تو وہ کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں اِسی طرح نظری مسلمان ریاست کا عملی طور پر سیکولر ہونا اور اُسی پر جم جانا اُسے کیا بنا دیتا ہے کچھ لکھتے ہوئے دل ڈرتا ہے، قلم ڈگمگاتا ہے۔

اللہ پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ نادان بلکہ جاہل ہیں وہ لوگ جو پاکستان کو دوسرے مسلمان ممالک کی طرح مسلمانوں کا ایک ملک قرار دیتے ہیں۔ سوچیں تو سہی پاکستان بائیس کروڑ عوام کا ملک ہے۔ پاکستان کی آبادی میں جوانوں کی تعداد شرح تناسب کے حوالے سے دنیا میں سرفہرست ہے۔ پاکستان کی سرزمین زراعت کے حوالے سے دنیا کی بہترین زمین ہے۔ پاکستان کو چاروں موسم دستیاب ہیں۔ پاکستان ایٹمی ملک ہے۔ کاغذی لحاظ سے (on paper) ہم اپنے ازلی اور ابدی دشمن بھارت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں لیکن پھر بھی ہم پر بھوک اور خوف مسلط ہے۔ آخر کیوں؟ یہ ایک سوال ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک سوال ہے جس کا دل و دماغ دونوں سے جواب لینے کی ضرورت ہے۔ باریک بین اور نکتہ آفریں ہونے کی ضرورت ہے۔ خود کو کریدنے کی ضرورت ہے۔ کیا افغانستان کی صورتِ حال، افغان طالبان کا سترہ سال سے عالمی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، نہ صرف مزاحمت برقرار رکھنا بلکہ اُن کا نام نفرت سے لینے والوں کا اُن سے مذاکرات اور ورکنگ لنچ کرنے پر مجبور ہو جانا، یہ سب کچھ بھی ہمیں اُکساتا نہیں ہے کہ ہم حقیقت پانے کی کوشش کریں اور جان جائیں کہ ہمیں ہتھیار تیار رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ پر بھروسہ کرنا ہو گا؟ لیکن اللہ کو راضی کیے بغیر اُس پر بھروسا کرنے کا کیا مطلب؟ اور یاد رکھیے! اللہ نہیں راضی ہو گا جب تک ہم اللہ سے کیے گئے وعدے کو پورا نہیں کرتے۔ جب تک پاکستان میں غیر شرعی نظام کو تہ و بالا نہیں کر دیتے، جب تک کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والے ملک کو اسلام کا قلعہ نہیں بنا لیتے۔ جب تک تمام اطاعتیں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے تابع نہیں کر دیتے۔ خدارا جان جائیں اور مان لیں کہ اب اِس کام سے فرار کی کوشش خود کو اندھے کنویں میں گرانے کے مترادف ہے لہٰذا اونٹ کا گھٹنا باندھنے کے ساتھ اللہ پر بھروسا بھی کرنا ہو گا۔ یہ دونوں کام کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے' آمین یا رب العالمین!

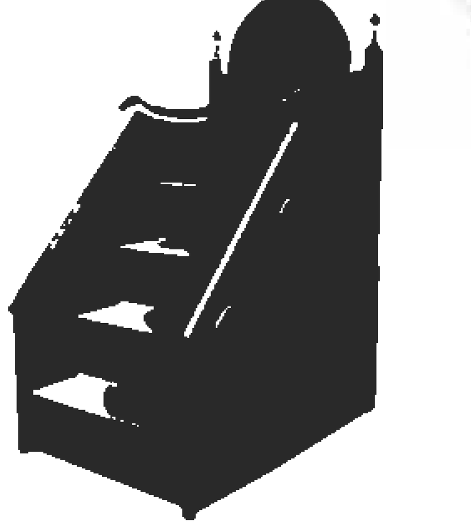

تقویٰ کی اہمیت اور افادیت

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 22 فروری 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین: آج ان شاء اللہ ہم دین کی ایک بنیادی اصطلاح تقویٰ کے حوالے سے کچھ ضروری اور بنیادی باتوں کا مطالعہ کریں گے۔ تقویٰ کے لغوی معنی ہیں بچنا۔ اصطلاحی مفہوم میں اللہ کی نافرمانی یا اللہ کی ناراضگی سے بچنا تقویٰ ہے۔

تقویٰ عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ اس دلی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان ہر نیک، اچھے اور اللہ کی رضا والے کام کی طرف برضا و رغبت آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ کی ناراضگی والے سارے کاموں سے ایسے بچنے کی کوشش کرتا ہے جیسے انسان آگ سے یا کسی سانپ سے بچتا ہے۔ تقویٰ دو طرح کا ہے۔ ایک یہ کہ مثبت طور پر اللہ کی محبت کے ساتھ تقویٰ اختیار کیا جائے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہم پر ان گنت احسانات ہیں۔ فرمایا:

''اور جو لوگ واقعتاً صاحبِ ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔'' (البقرۃ:164)

آج بدقسمتی سے محبت کو ویلنٹائن ڈے اور دوسرے بُرے تصورات کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ یعنی نامحرم کے ساتھ تعلقات، زنا کے محرکات، جذبات اور احساسات کو محبت کا نام دے دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ ہمیں پتا ہی نہیں کہ رب کیا چاہتا ہے اور اللہ نے قرآن میں ہمارے لیے کیا مقام رکھا ہے۔ حالانکہ مومن کی حقیقی محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ باقی ساری محبتیں اس کے نیچے ہوتی ہیں۔ کسی اور کی محبت اللہ کی محبت سے اگر بڑھ گئی یا اُس جیسی ہوگئی تو یہ بھی شرک ہوگا۔ دوسرا ہے اللہ کے خوف کے ساتھ تقویٰ اختیار کرنا۔

ہمارے ہاں ایک لفظ استعمال ہوتا ہے: ضمیر۔ تقویٰ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے جس کی بناء پر ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنے کی شدید رغبت اور اللہ کے کسی بھی حکم کی نافرمانی سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی بندۂ مومن کی زندگی کے ہر لمحے کو رضائے الٰہی میں ڈھالنے کی کوشش کا نام تقویٰ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوم آخرت اور سلسلہ نبوت پر ایمان لانے کے بعد جن چار چیزوں کی دعوت زیادہ اہمیت کے ساتھ دی ہے اور جن کو گویا انسان کی فلاح، کامیابی اور سعادت کے لیے مدار بتایا ہے ان میں سے ایک تقویٰ بھی ہے۔ متقی وہی ہے جو اللہ پر، یوم آخرت پر، رسالت پر ایمان اور یقین رکھتے ہوئے اللہ عزوجل کی ناراضگی، اس کی پکڑ اور آخرت کے مواخذے اور عذاب کے خوف سے بچ بچ کر زندگی گزارتا ہے اور اس کے لیے کوئی خود ساختہ طریقے ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ:

''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے'' (الاحزاب:21)

مرتب: ابو ابراهیم

یعنی تقویٰ کے لیے بہترین ماڈل محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر کوئی عمل آپ ﷺ کے عمل کے برخلاف ہے تو وہ بھی تقویٰ کے منافی ہے۔ تقویٰ کی بہترین تفسیر حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کی۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا: تقویٰ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا آپ کو کبھی ایسے راستے سے گزرنے کا اتفاق ہوا ہے جس کے دونوں اطراف میں خاردار جھاڑیاں ہوں اور راستہ بھی تنگ ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بارہا۔ انہوں نے پوچھا: تو ایسے موقع پر آپ کیا کرتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دامن سمیٹ لیتا ہوں اور بچتا ہوا چلتا ہوں کہ دامن کانٹوں میں نہ اُلجھ جائے۔ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس اِسی کا نام تقویٰ ہے''۔

یعنی زندگی کی شاہراہ پر گناہوں، نافرمانیوں اور معصیتوں سے بچ کر زندگی گزارنا تقویٰ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے باقاعدہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ((التقویٰ ھٰھنا)) ''تقویٰ یہاں دل کے اندر ہوتا ہے۔'' یعنی تقویٰ کسی خاص وضع قطع کا نام نہیں ہے یا ہزار دانے کی تسبیح ہاتھ میں لے کر ضربیں لگانے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک دلی کیفیت کا نام ہے۔ تقویٰ کی وجہ سے ہر وقت انسان پر خدا خوفی اور اُخروی جواب دہی کا احساس طاری رہتا ہے اور وہ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا رہتا ہے۔ جیسے فرمایا:

''جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے ربّ سے غیب میں (ہونے کے باوجود) اور وہ قیامت (کے تصور) سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔'' (الانبیاء:49)

اسی طرح فرمایا:

''یہ الکتاب ہے' اس میں کچھ شک نہیں۔ ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔'' (البقرہ:2)

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے لیکن اس سے ہدایت وہی حاصل کرے گا جس کے دل میں تقویٰ ہوگا۔ اگر خدا خوفی ہی نہیں ہے، اگر یہ جذبہ ہی نہیں ہے کہ رب نے جو فرمایا ہے اسے اپنی زندگی میں عملی طور پر اختیار کرنا ہے تو ہدایت کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟

اسی طرح خیر اور بھلائی بھی صرف ان کے لیے ہے جو متقین ہیں۔ فرمایا:

''اور (جب) پوچھا جاتا ہے اہل تقویٰ سے کہ یہ کیا نازل کیا ہے تمہارے رب نے؟' وہ کہتے ہیں بھلائی۔ جن لوگوں نے نیکی کی روش اختیار کی ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے' اور آخرت کا گھر تو کہیں بہتر ہے اور کیا ہی اچھا ہے وہ گھر متقیوں کا!'' (النحل:30)

یعنی دنیا و آخرت کی بھلائی تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

تقویٰ کے مدارج:

علماء نے تقویٰ کے تین مدارج بیان کیے ہیں:

1۔عوام کا تقویٰ: ان کا تقویٰ کفر وشرک سے بچنا اور تمام کبیرہ گناہوں سے بچنا ہے۔

2۔خواص کا تقویٰ: صرف کبیرہ گناہوں سے ہی نہیں بلکہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچنا خواص کا تقویٰ ہے۔اس لیے کہ اگر صغیرہ گناہ کو بھی باقاعدگی سے اختیار کیا جائے تو وہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

3۔اخص الخواص کا تقویٰ: ہر اس چیز سے بچنا جو بندے کو ایک لمحے کے لیے بھی اللہ کی یاد سے غافل کر دے اخص الخواص کا تقویٰ ہے۔

تقویٰ دنیاوی و اُخروی فلاح دونوں کے لیے ضروری ہے۔فرمایا:

’’اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر کھول دیتے آسمانوں اور زمین کی برکتیں۔لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا ان کے کرتوتوں کی پاداش میں۔‘‘(الاعراف:96)

آج اگر یہ معاشی تنگی ہے، بدامنی ہے اور دیگر مسائل ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تقویٰ مطلوبہ معیار کا نہیں ہے۔ بلکہ الا ماشاء اللہ اس سے اکثر وبیشتر تہی دامن ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقویٰ کا حصول کیسے ممکن ہے؟ اس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کلام مجید میں حل بتا دیا ہے۔فرمایا:

’’اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔‘‘(التوبہ:119)

اگر آپ لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھیں گے تو یقیناً وہاں سے چنگاریاں ہی ملیں گے۔اگر کسی خوشبو والے کے پاس بیٹھیں گے تو آپ خوشبو خریدیں یا نہ خریدیں خوشبو آپ کو ملنی شروع ہو جائے گی۔اسی طرح اگر آپ نیک لوگوں کے پاس بیٹھیں گے تو ضرور نیکی اور تقویٰ حاصل ہو گا۔مگر حقیقت میں نیک لوگ کون ہیں؟ فرمایا:

’’مؤمن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر، پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔‘‘(الحجرات:15)

جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنا مال کھپائیں وہی حقیقت میں سچے، کھرے اور نیک لوگ ہیں۔ایسے لوگوں کی جب صحبت اختیار کی جائے گی تو لازماً تقویٰ حاصل ہو گا۔اسی طرح اگر انسان خود بھی خلوص کے ساتھ اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرتا رہے تو اللہ اسے تقویٰ عطا فرماتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اور وہ لوگ جو ہدایت پر ہیں اللہ نے ان کی ہدایت میں اور اضافہ کر دیا ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا فرمایا ہے۔‘‘(محمد:17)

یعنی صرف زبانی طور پر ہی دعا کرنے والے نہ ہوں کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ بلکہ حقیقت میں سیدھے راستے پر چلنے کی کوشش بھی کرنے والے ہوں۔ اگرچہ یہ راستہ پرخار ہے مگر اللہ کا وعدہ ہے کہ جس قدر اس کے راستے پر چلنے کی کوئی کوشش کرے گا اللہ اتنا ہی اس کو تقویٰ کی دولت سے سرفراز فرمائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔‘‘(آل عمران:102)

دنیا میں ہم پر سب کے حقوق ہیں۔ہمیں تو سب سے بڑھ کر بیوی بچوں کے حقوق یاد ہیں۔اس کے بعد کسی کو والدین کے یاد ہیں۔لیکن جو خالق ہے، مالک ہے، جو محسن حقیقی ہے اس کا حق ہی یاد نہیں ہے۔حالانکہ وہ کہہ رہا ہے کہ سب کے حقوق بعد میں ہیں سب سے پہلا میرا حق ہے۔اس لیے کہ موت کا تو کوئی بھروسا نہیں ہے۔ معلوم نہیں انسان کس حالت میں ہو کہ موت کا وقت آجائے لہٰذا کوئی بھی لمحہ جانتے بوجھتے معصیت اور نافرمانی میں یا عدم تقویٰ کی روش میں نہیں گزرنا چاہیے۔ بندہ حقیقی معنوں میں مسلمان تب ہی بن سکتا ہے جب وہ عملی طور پر مسلمان ہو اور عملی مسلمان تب ہی بن سکتا ہے جب وہ تقویٰ کی روش اختیار کیے ہوئے ہو۔کیونکہ مسلمان کے پاس دو ہی choices ہیں۔فرمایا:

’’پس اس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کر دیا۔‘‘(الشمس:8)

اللہ نے انسان کو دو چیزیں دے کر بھیجا ہے۔ایک طرف فسق وفجور ہے، نافرمانی ہے اور دوسری طرف اس

پریس ریلیز یکم مارچ 2019ء

پاک فضائیہ کا بھارت کو دنداں شکن جواب دینا قابل تحسین ہے

پاکستان کی امن کی خواہش کے باوجود بھارت کی انتہا پسند بی جے پی نے الیکشن میں اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے اپنے ملک میں جنگی فضا بنا دی ہے

حافظ عاکف سعید

پاک فضائیہ کا بھارت کو دنداں شکن جواب دینا قابل تحسین ہے۔یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے جامع مسجد قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔انہوں نے کہا کہ پلوامہ واقعے کے فوراً بعد بھارت کے انتہا پسند ہندو حکمران اور میڈیا نے جنگی جنون پیدا کر دیا تھا جبکہ پاکستان کے وزیراعظم نے امن کی پیشکش کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ: ’’اگر پاکستانی سرزمین کے استعمال کا کوئی ٹھوس ثبوت فراہم کیا جائے تو ہم کارروائی کریں گے۔‘‘ پاکستان کی امن کی خواہش کے باوجود بھارت کی انتہا پسند بی جے پی نے الیکشن میں اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے اپنے ملک میں جنگی فضا بنا دی ہے۔بی جے پی ہمیشہ مسلمان اور پاکستان مخالف بیانیے کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتی رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس مذموم کارروائی کے پیچھے امریکہ اور اسرائیل کا ہاتھ تھا۔مشہور تحقیقی صحافی رابرٹ فسک نے برطانوی اخبار ’’انڈیپنڈنٹ‘‘ میں شائع ہونے والے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ بھارتی کارروائی میں استعمال ہونے والا ’’پے لوڈ‘‘ اسرائیل کا فراہم کردہ تھا۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل اپنے مستقبل کے عزائم سے دنیا کی نظر ہٹانے کے لیے پاک بھارت کشیدگی کو ہوا دینا چاہتا ہے۔پاکستان کے سکیورٹی اداروں کو ہائی الرٹ رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ بھارت پاکستان میں دہشت گردی کے بڑے واقعات کر سکتا ہے۔ ہماری اصل ضرورت یہ ہے کہ ہم جنگی تیاریوں کے ساتھ ساتھ اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں۔اگر اس کی مدد شامل ہو گی تو ہمیں کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی زیر نہیں کر سکے گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

کا تقویٰ ہے۔ تو جو لمحہ بھی تقویٰ سے ہٹ کر گزر رہا ہے وہ اللہ کی نافرمانی میں گزر رہا ہے۔ ہمارے ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میں تو گیا گزرا ہوں لیکن فلاں صاحب بڑے متقی ہیں۔ حالانکہ وہ تو ہیں جو ہیں لیکن خود کو بھی تقویٰ کے حصول کی کوشش کیے بغیر چھٹکارا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر میں متقی نہیں ہوں تو مجھے اپنے اسلام کی فکر ہونی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر کون متقی ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے کہ:

''اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''

یہ دعا آپ ﷺ اللہ کے اسی حکم کی فرمانبرداری کے لیے مانگا کرتے تھے کہ:

''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔'' (آل عمران:102)

جب صحابہؓ نے یہ آیت سنی تو پکار اٹھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس کے لیے ممکن ہے کہ اللہ کے تقویٰ کا حق ادا کر سکے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے شفقت، نرمی اور رحمت کا معاملہ آ گیا۔ فرمایا:

''پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اپنی حدِ امکان تک' اور سنو اور اطاعت کرو'' (التغابن:16)

یعنی اللہ نے تقویٰ کے معاملے میں پیمانہ سب کے لیے ایک جیسا نہیں رکھا۔ اس لیے کہ ہر ایک کا انفرادی حساب ہوگا اور اللہ نے جس کو جتنی استطاعت دی ہوگی اسی کے مطابق حساب بھی لے گا۔ کم سے کم جتنی استطاعت دنیا کے کسی کام کے لیے ہو دین کے کام میں اس سے بڑھ کر کوشش کرے تو وہ استطاعت کے مطابق ہوگا۔ یہ نہیں کہ دنیوی کام میں تو ہم خون پسینہ ایک کر رہے ہیں لیکن دین کے کام میں سہولتیں اور رخصتیں تلاش کریں۔ بلکہ دین کے کام میں اپنی جان، مال اور سب کچھ لٹا دیں تو یہ بھی تقویٰ کا ایک درجہ ہوگا۔

تقویٰ کے مظاہر:

ہر شخص اپنے آپ کو جانچ سکتا ہے کہ اس کے اندر تقویٰ ہے کہ نہیں۔ اس کے لیے صرف یہ دیکھنا ہے کہ اسے آخرت کی فکر زیادہ ہے یا دنیا کی؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر کی آیت 18 میں فرمایا:

''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے! اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔''

سچی بات یہ ہے کہ ہمیں موت سے ڈر اس لیے لگتا ہے کہ ہم اس کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ورنہ جہاں انسان نے انوسٹمنٹ کی ہو تو وہاں پہنچنے کے لیے انسان جلدی کرتا ہے۔ لیکن چونکہ ہماری ساری انوسٹمنٹ دنیا میں ہے اس لیے ہمارا یہاں سے جانے کو دل نہیں کرتا۔

اسی طرح اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنا اور دوسروں کو حقیر جاننا بھی تقویٰ کی روش کے منافی ہے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ سارے کے سارے انسانوں کو اللہ نے ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ لہٰذا معاشرتی اعتبار سے انسانوں کی مساوات کو پیش نظر رکھنا بھی تقویٰ کی نشانی ہے۔ اس کے علاوہ معاش کے ذرائع سے بھی تقویٰ کا معیار معلوم ہو سکتا ہے۔ حلال کمانا اور حلال کھانا بھی تقویٰ کی نشانی ہے ورنہ اگر کمائی سود پر مبنی ہے تو اپنے اسلام کی فکر کرے۔ لیکن جب پورے ملک کی معیشت ہی سود پر چل رہی ہو تو پھر ملک پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی یا عذاب آئے گا؟ اسی طرح رشوت کا معاملہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں آگ میں جائیں گے۔'' یعنی رشوت لینا دینا بھی تقویٰ کے منافی کام ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر کوئی مقروض ہے تو اس کو مہلت دینا بھی تقویٰ کے شعائر میں سے ہے۔ اس کے علاوہ آپس میں بھائی چارہ کو پروموٹ کرنا، معاشرتی برائیوں سے بچنا اور ان کے خلاف آواز اُٹھانا، عہد اور وعدے کو پورا کرنا بھی تقویٰ کی نشانیاں ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں کسی کا حق کھانا، ظلم کرنا، اپنی بڑائی جتلانا، اپنے ماتحتوں کا استحصال کرنا، ان کو بلاوجہ تنگ کرنا تقویٰ کے منافی کام ہیں۔

یہ جان لیجیے کہ تقویٰ صرف اچھے رویوں کا ہی نام نہیں ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی تقویٰ کا لازمی تقاضا ہے۔ فرمایا:

''وہ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور یومِ آخر پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یقیناً یہ لوگ صالحین میں سے ہیں جو خیر بھی یہ کریں گے تو اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اور اللہ ایسے متقی لوگوں سے خوب واقف ہے۔'' (آل عمران:114،115)

تقویٰ کا حاصل: تقویٰ دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے بنیادی چیز ہے۔ ہم پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے لیکن اس سے بھی ہمیں ہدایت تب ہی حاصل ہوگی جب ہمارے اندر تقویٰ ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اگر تقویٰ ہوگا تو ہمارے دنیا میں بگڑے کام بھی بن جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا'' (الطلاق:2)

''اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔'' (الطلاق:3)

''اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اُس کے کاموں میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔'' (الطلاق:4)

اسی طرح تقویٰ سے انسان حاسدوں کے شر سے اور جتنی بھی باطل قوتیں ہیں ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ سورۃ آل عمران کی آیت 120 میں فرمایا:

''لیکن اگر تم صبر کرتے رہو اور تقویٰ کی روش اختیار کیے رہو تو ان کی یہ ساری چالیں تمہیں کوئی مستقل نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔''

چاہے آپ کے پڑوس کے دشمن ہوں یا پوری دنیا کی باطل قوتیں ان کی ساری چالیں تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گی اگر تم صرف دو شرطیں پوری کر لو۔ ایک صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ رب کے راستے پر ڈٹے رہو اور دوسرا تقویٰ کی روش اختیار کرو۔

اسی طرح تقویٰ ہوگا تو باطل قوتوں کے ساتھ کشمکش میں کامیابی نصیب ہوگی۔ فرمایا:

''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کے تقویٰ پر برقرار رہو گے تو وہ تمہارے لیے فرقان پیدا کر دے گا' اور دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں (کمزوریاں) اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔'' (الانفال:29)

جتنی بھی عبادات ہیں اور جو کچھ بھی مالی یا جانی قربانیاں اللہ کی راہ میں پیش کی ہیں وہ تب قبول ہوں گی جب تقویٰ ساتھ ہوگا۔ اسی طرح اللہ روز قیامت متقین کو بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ کی بارگاہ میں عزت کا مقام بھی اُسی کو حاصل ہے جو متقی ہے۔ فرمایا:

''یقیناً تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر متقی ہے۔'' (الحجرات:13)

سب سے بڑی عنایت یہ کہ تقویٰ والوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوگی۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ ''یقیناً اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (التوبہ:4)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

نالۂ ابلیس

2 ابلیس کی فریاد

3 خاکش از ذوقِ 'ابا' بیگانۂ — از شرارِ کبریا بیگانۂ!

اے خدا! (تو نے یہ کیسا بے سمت انسان پیدا کیا ہے) اس کے خاکی وجود کا خمیر (ظلم و استحصال کے خلاف) جد وجہد و بغاوت سے ناآشنا ہے اس انسان کے اندر جو روح ربانی ہے یہ (کم ظرف) انسان اس چنگاری کی بلند شان اور تیری دی ہوئی عظمت سے بےگانہ ہے

4 صید خود صیّاد را گوید بگیر — الاماں از بندۂ فرماں پذیر!

یہ (بے وقوف انسان) ایسا (آسان) شکار ہے کہ شکاری سے خود کہتا ہے کہ مجھے پکڑ لو اور اس کے سامنے بچھا جاتا ہے توبہ اور الاماں ایسے محکوم اور فرماں بردار غلام سے (اور اس کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات سے)

5 از چنیں صیدے مرا آزاد کُن — طاعتِ دیروزۂ من یاد کن

اے خدا! مجھے ایسے شکار سے آزاد کردے (میں نے اس انسان کو گمراہ کرنے کی روز ازل سے قسم کھا کر سخت غلطی کرلی) میری سابقہ طاعتوں کا واسطہ میری یہ خواہش پوری کر دے (اور مجھے اس انسان کی صحبت سے بچا)

3۔ اے خدا! آج کا (یہ ڈارون اور فرائڈ) کا انسان بڑا بے ہمت ہے اور اس انسان کو جس طرح کامل اطاعت اور وفاداری تجھ سے کرنی چاہیے تھی اور میری شرارتوں اور وسوسوں کو ٹھکرانا چاہیے تھا وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور بلا چوں و چرا میرے کہنے پر چل پڑتا ہے آج کا انسان میرے احکام اور مشوروں کے انکار کی فطرت کھو بیٹھا ہے اور ظلم و جبر و استحصال پر خود بھی کمر بستہ ہوگیا ہے اور میرا سکھایا ہوا یہ سبق تعلیم اور میڈیا کے ذریعے عام کر رہا ہے۔ عصر حاضر کا انسان اپنی حقیقت (روح اور خودی) سے بیگانہ ہوگیا ہے اور اپنے اندر خالق کائنات کی طرف سے ودیعت شدہ عظمت انسانی کی نشانی 'نور' کو یکسر نظر انداز کر رہا ہے یہ (کم ظرف) انسان اس چنگاری کی بلند شان اور تیری دی ہوئی عظمت سے بےگانہ ہوگیا ہے۔ ❶

4۔ آج کا پروردہ انسان۔ اے میرے خدا! مغربی تعلیم، مغربی افکار اور مغربی تہذیب و تمدن اختیار کر کے ایسا بے وقوف بنا ہے اور میرے لیے آسان شکار ہو کر رہ گیا ہے کہ وہ شکاری سے دور نہیں بھاگتا بلکہ شکاری سے خود کہتا ہے کہ مجھے پکڑ لو۔ اے خدا! ایسے گرے ہوئے اور بے حیائی، عریانی، فحاشی، ظلم، جبر، استحصال کے رسیا انسان سے میں خود بےزار اور پناہ مانگتا ہوں کہ میرے پاس انسانوں کو ورغلانے کے سارے گُر زنگ آلود ہوتے جا رہے ہیں اور وہ انسان جس نے میرا مدّمقابل بن کر میرے ساتھ پنجہ آزمائی کرنا تھی آج میری اطاعت اور وفاداری میں میری توقعات سے کہیں آگے 'ابلیس مجسم' کا مصداق اور 'میرا ثانی' بن گیا ہے۔

5۔ اے خدا! دنیاوی زندگی کے اس مرحلہ پر منزل قریب ہے (قیامت آنے والی ہے) میری ہمت اور برداشت جواب دے رہی ہے تو مجھے اس کمزور شکار کو شکار کرنے کی DUTY سے آزاد کر دے اور یہ ASSIGNMENT مجھ سے واپس لے لے۔ کوئی مقابلے کے انسان پیدا کر جو میرا مقابلہ کریں اور پھر دیکھ ان کو میں کیسے گمراہ کرتا ہوں۔ اے خدا! اس فریاد اور عرضداشت کی قبولیت کے لیے میں اپنی سابقہ اطاعت کیشی اور عبادت کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ مغربی تہذیب کے اس پروردہ انسان کو شکار کرنے پر کوئی کانٹے دار مقابلہ نہیں ہو پاتا۔ اے خدا! میری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ اب تہہ افلاک میری ضرورت نہیں ہے۔ آج کے مغرب کا انسان بالعموم انسانیت سے اتنا گر چکا ہے کہ اس کے بعد گراوٹ کا کوئی درجہ باقی نہیں ہے۔ ❷

❶ بقول علامہ اقبال

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں، نے خدا بیں، نے جہاں بیں
یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا!

❷ شرفِ انسانیت کی گراوٹ کا حال یہ ہے کہ امریکی صدر کلنٹن نے 1998ء میں یہ کہا تھا کہ آدھے سے زیادہ امریکی ایسے ہیں جنھیں اپنے باپ کا نام معلوم نہیں۔ اسی سال امریکہ سے ایک کتاب چھپی جس کے مصنف ROBERT H. BARK امریکی اعلیٰ ترین عدالت کے جج تھے یہ کتاب BEST SELLER کتاب بنی، اس کا عنوان تھا: ''عامورہ (قومِ لوط) کے انجام کی طرف لڑھکتا ہوا (امریکی) معاشرہ''۔ آج 20 سال بعد مغربی معاشروں کا کیا حال ہوگا؟ کوئی واقف حال ہی بتا سکتا ہے۔ الامان الحفیظ۔

بھارت کو کشمیر، افغانستان اور کلبھوشن کیس سمیت بہت سارے محاذوں پر سفارتی اور اخلاقی شکست کا سامنا تھا جس کو چھپانے کے لیے بھارت نے پلوامہ واقعہ کا ڈراما خود رچایا: ایوب بیگ مرزا

بھارت کے لیے افغان جنگ کے نتائج بہت بڑا پیغام ہیں کہ وہ کشمیریوں کی جدوجہد کو طاقت کے ذریعے نہیں دبا سکتا' اس کو یہاں سے نکلنا ہوگا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

پلوامہ حملہ اور بھارتی عزائم کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: آپ کے خیال میں پلوامہ حملہ کس نے کرایا ہوگا؟

فرید احمد پراچہ: بظاہر حقائق یہی بتا رہے ہیں کہ یہ انڈیا نے خود کروایا ہے۔ دوسرا اگر کوئی امکان ہوسکتا ہے تو وہ صرف یہ کہ یہ حملہ کشمیریوں نے کیا ہو کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور ان کا معاملہ تنگ آمد بجنگ آمد والا ہے۔ لیکن اس واقعہ کی ٹائمنگ بہت معنی رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسے وقت میں ہوا ہے کہ جب وہاں انتخابات ہونے والے ہیں، پچھلی دفعہ جب الیکشن ہوئے تھے تو اس موقع پر پاکستان دشمنی اور اسلام دشمنی کا کارڈ کھیلا گیا تھا۔ اس دفعہ بھی یہی لگ رہا ہے کہ اور تو کچھ دکھانے کے لیے بھارتی حکومت کے پاس نہیں تھا کیونکہ شائننگ انڈیا کا نعرہ بھی دم توڑ چکا ہے۔ اب ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو وہ اپنے ووٹر کے سامنے پیش کرسکیں سوائے اس کے کہ ایک مرتبہ پھر اسی جنون کو پیدا کریں جس کو انہوں نے پہلے گجرات میں پیدا کیا تھا اور پھر گزشتہ انتخابات میں اس کو کام میں لائے تھے، اسی کی بنیاد پر وہ اقتدار میں آئے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ پاکستان میں سعودی ولی عہد کا دورہ تھا۔ یہ ٹائمنگ پاکستان کے لیے بہت اہم تھی۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے کہ جب کبھی پاکستان میں کوئی عالمی سطح کا دورہ ہوتا ہے تو ایسے موقع پر انڈیا کی طرف سے کوئی نہ کوئی ایشو بنا کر پاکستان کو ملوث کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ پاکستان کا اس حملے میں ملوث ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ سرحد سے 150 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہوا ہے اور پہاڑوں پر برف پڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی یہاں سے اسلحہ اور بارود لے کر جا سکے۔ اس کے علاوہ کشمیر میں انڈیا کی سات آٹھ لاکھ فوج موجود ہے۔ یعنی وہاں چپے چپے پر بھارتی فوج موجود ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں اتنی فوج موجود نہیں ہے جتنی مقبوضہ کشمیر میں ہے۔ خاص طور پر سرحد پر چوبیس گھنٹے بھارتی فوج کا پہرا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ پاکستان سے کوئی اس واقعہ میں ملوث ہو۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ جس فوجی کانوائے پر یہ حملہ ہوا ہے اس میں سارے فوجی دلت تھے جو متعصب ہندوؤں کے خلاف پہلے ہی سے منفی جذبات رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی

مرتب: محمد رفیق چودھری

سامنے آچکی ہے کہ بھارتی جس کشمیری پر حملے کا الزام لگا رہے ہیں وہ 2017ء سے انڈیا کی قید میں تھا۔ یعنی جتنے بھی شواہد سامنے آرہے ہیں وہ انڈیا کے خلاف جا رہے ہیں۔ دوسرا اگر کوئی امکان ہوسکتا ہے تو وہ یہ کہ کسی کشمیری نے انتقام میں یہ کیا ہو کیونکہ جتنا ظلم اس وقت کشمیریوں پر ہو رہا ہے اتنا دنیا میں کہیں نہیں ہو رہا ہے۔ وہاں ہزاروں کشمیریوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ سات آٹھ ہزار لوگوں کو بینائی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ان کی تصویریں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ انڈیا کے ان مظالم کے خلاف کشمیری اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ لہٰذا بھارت کی طرف سے یہ کہنا کہ حملے میں پاکستان ملوث ہے، اس سے زیادہ گھٹیا، احمقانہ اور بودھی بات کوئی نہیں ہوسکتی۔ دوسری طرف بھارت کلبھوشن یادیو کا کیس عالمی سطح پر ہار رہا ہے کیونکہ جنگ عظیم دوم کے بعد ایک حاضر سروس کرنل کا پکڑا جانا پاکستان کی بہت بڑی کامیابی اور بھارت کی ناکامی ہے۔ بھارت نے یہاں جو درندگی اور سفاکی کا کھیل کھیلا ہے، جس طرح اس نے یہاں بے گناہوں کو شہید کیا ہے، جس طرح اس نے پاکستان میں دہشت گردی کا نیٹ ورک چلایا ہے، تو اس کے مطابق بھارت کے خلاف کیس بنتا ہے۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ ہمارے حکمران اس جرأت کے ساتھ بھارت کو عالمی سطح پر بے نقاب کرنے میں اتنے کامیاب نہیں ہوئے جس طرح سے ہونا چاہیے تھا۔

ایوب بیگ مرزا: پراچہ صاحب نے بہت ہی جامع بات کی ہے۔ بھارت کا پاکستان پر الزام لگانا حماقت کی انتہا ہے۔ برفباری سے راستے بند ہیں، انڈیا نے سرحد پر باڑ لگائی ہوئی ہے۔ وہاں سے بارود سے بھری گاڑی اندر کیسے چلی گئی؟ انہیں بات کرتے وقت یہ سوچنا چاہیے تھا کہ زمین پر کوئی ذی شعور انسان اس کو تسلیم کرے گا؟ کشمیر میں ان کی 8 لاکھ فوج ہے۔ اس کے علاوہ ان کے خفیہ ایجنسیوں کے لوگ سفید کپڑوں میں کتوں کی طرح سونگ سونگ کر ہر گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ پاکستان سے کوئی آیا تھا کم عقلی کی علامت ہے۔ اس وقت FATF کا اجلاس بھی ہو رہا تھا جس میں پاکستان کو گرے لسٹ سے نکالنے کا فیصلہ ہونا تھا۔ چونکہ انڈیا تو چاہتا ہے کہ پاکستان بلیک لسٹ میں آجائے اس لیے اس نے اس موقع پر یہ واقعہ کروایا اور یقینی طور پر اس واقعہ کا اثر پڑے گا۔ پھر کلبھوشن کا کیس جس طرح پاکستان کے وکلاء نے پیش کیا ہے اس سے بھی بھارت کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ سارے واقعات ایسے تھے جن کی وجہ سے انڈیا نے یہ حرکت کی۔ بھارت ایک عرصے سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ پاکستان کو دنیا میں Isolate کر دیا جائے لیکن پاکستان کے حکمران کچھ کریں یا نہ کریں اللہ پاکستان کے لیے کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ افغان مسئلے میں خود بھارت کس طرح Isolate ہوا ہے۔ یعنی امریکہ نے اپنے مفاد کے لیے

اس کو اٹھا کر باہر کر دیا۔ عین ممکن ہے کہ یہ جو امریکہ طالبان مذاکرات ہو رہے ہیں اور ان کے نتیجے میں افغان جنگ کے بند ہونے کا امکان پیدا ہوا ہے' یہ بھارت اور کچھ قوتوں کے مفاد کے خلاف ہو۔ لہٰذا پلوامہ واقعہ کے اثرات ان مذاکرات پر بھی پڑیں گے۔ اسی وجہ سے افغان مذاکرات کے بہت بڑے کردار زلمے خلیل زاد نے پاکستان کا دورہ منسوخ کر دیا۔ اسی طرح اسرائیل کے یہودی اور امریکہ کے یہودی قطعی طور پر نہیں چاہتے کہ افغان جنگ بند ہو۔ وہ اسے کسی نہ کسی انداز میں جاری رکھنا چاہتے ہیں اور اس کو ایک عالمی مسئلہ بنا دینا چاہتے ہیں۔ بظاہر تو امریکہ مذاکرات سے آگے بڑھ کر کچھ کرتا نظر نہیں آتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جان بولٹن (امریکی سکیورٹی ایڈوائزر) کا پاکستان کے خلاف بیان آ گیا ہے۔ اسی طرح وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے کہہ دیا ہے کہ پاکستان کو دہشت گردوں کی پناہ گاہیں ختم کرنی چاہئیں۔ خدا جانے انہوں نے کہاں دیکھی ہیں؟

سوال: کیا بندوق کسی مسئلے کا حل ہے؟ یعنی امریکہ کا افغان طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگنا انڈیا کو نظر نہیں آ رہا؟

فرید احمد پراچہ: یہ بالکل واضح ہے۔ امریکہ افغانستان میں تیسری طاقت ہے۔ پہلے برطانیہ اور روس اسی طرح ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں۔ تاریخ میں یہ ثابت ہو گیا کہ افغانوں کو طاقت کے ذریعے سے دبانا اور ان کے جذبہ جہاد اور شوق شہادت اور آزادی کے ولولے کو دبانا ممکن نہیں ہے۔ یہی پیغام دنیا بھر کے استعمار اور سامراج کے لیے ہے کہ چاہے وہ کشمیر میں ہندو ہے یا فلسطین میں یہودی ہے' جبر اور طاقت کے ذریعے سے کسی کو دبایا نہیں جا سکتا۔ کشمیر میں 1931ء سے یہ جنگ جاری ہے اور یہ کشمیریوں کی پانچویں نسل ہے جو قربانیاں دے رہی ہے۔ یہ قربانیوں کی انتہا ہے کہ اس وقت سے لے کر اب تک پانچ لاکھ افراد شہید ہو چکے ہیں۔ موجودہ جدوجہد آزادی میں بھی تقریباً ایک لاکھ نوجوانوں کی قبریں باغ شہیداں قبرستان میں موجود ہیں۔ اس وقت بھارت کی آٹھ لاکھ فوج ناکام ہو چکی ہے۔ اس کی پیلٹ گن ناکام ہے، اس کا کرفیو ناکام ہے، اس کے مظالم ناکام ہیں۔ جبکہ کشمیری جیتے ہوئے ہیں چاہے وہ اب بھی قربانیاں دے رہے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ بھارتی مظالم مٹی کے ڈھیر کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ اس ظلم کو ذرا برابر اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اس کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاں مسئلہ کشمیر بھی واضح ہے جبکہ ہمارے ہاں ابھی کمزوریاں اور بزدلی موجود ہے۔ وہاں تو اسی سال کا سید علی گیلانی ہو یا کوئی اور لیڈر رہوان کا نعرہ ایک ہی ہے کہ ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے۔ ''وہاں کشمیر بنے گا پاکستان'' کے نعرے لگتے ہیں، پاکستانی جھنڈے اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ سارا پیغام بھارت کو جا رہا ہے۔ بھارت کے اپنے تین آرمی چیف اور بڑے دانشور کہہ چکے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ طاقت کے ذریعے سے کشمیریوں کو دبا سکیں۔ ابھی فاروق عبداللہ (جو بھارت نواز سمجھا جاتا ہے) نے کہہ دیا ہے کہ یہاں تو چپہ چپہ بھارت کے خلاف ہے اور یہ بڑی احمقانہ بات ہے کہ آپ پلوامہ کا الزام پاکستان پر لگا رہے ہیں۔ افغان جنگ بھارت کے لیے بہت بڑا پیغام ہے کہ وہ کشمیریوں کی جدوجہد کو طاقت کے ذریعے

> کرتار پور بارڈر کھولنے میں اگرچہ کچھ تحفظات بھی ہیں لیکن اس کے نتائج پاکستان کے حق میں نکل رہے ہیں کہ سکھ برادری ان جنگی حالات میں بھی کھل کر پاکستان کی حمایت کر رہی ہے۔

سے نہیں دبا سکتا اس کو یہاں سے نکلنا ہوگا۔ مذاکرات بھی صرف فیس سیونگ کے لیے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ وہاں کی فضاؤں میں لکھ دیا گیا کہ بھارت یہاں سے رُسوا ہو کر نکلے گا اور کشمیریوں کو آزادی ملے گی۔

سوال: کیا بھارت کشمیر میں اسرائیلی طرز کا ظلم کر کے قبضہ برقرار رکھ سکے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اگرچہ فلسطین میں بھی بہت مظالم ہو رہے ہیں لیکن یہودیوں اور ہندوؤں کے عزائم میں فرق ہے۔ یہ دونوں ہمارے دشمن ہیں۔ یہودی اپنے کام میں زیادہ پُرعزم ہے۔ ہندو پُرعزم تو ہے لیکن ساتھ بزدل ہے۔ یہودیوں کا مقصد عالمی غلبہ ہے جبکہ بھارت کشمیر میں ابھی بے بس ہو چکا ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ بھارت کا آرمی چیف کشمیری خواتین سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اپنے بچوں سے کہیں کہ ہتھیار ڈال دیں۔ اس کے لیے یہ پیغام ہے کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جنازوں کے ساتھ عورتیں کس طرح نعرہ زنی کر رہی ہوتی ہیں۔ جو عورت خود آگے بڑھ کر تحریک کو بڑھا رہی ہو تو اس کے بچے کیوں نہیں آگے بڑھیں گے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں ظلم کی وہ انتہا ہو چکی ہے کہ اب انہیں موت کا خوف نہیں رہا۔

سوال: کیا بھارت پاکستان سے کرتار پور بارڈر کھولنے اور مسئلہ کشمیر کو دوبارہ زندہ کرنے کا بدلہ لے رہا ہے؟

فرید احمد پراچہ: بعض اقدامات واقعی ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے نتائج بڑے دور رس ہوتے ہیں۔ کرتار پور بارڈر کھولنے میں اگرچہ تحفظات بھی ہیں لیکن اس کے نتائج پاکستان کے حق میں نکلیں گے۔ کیونکہ بھارت نے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں ستایا بلکہ وہاں عیسائیوں اور سکھوں پر بھی بہت مظالم ڈھائے ہیں۔ اگر بابری مسجد شہید کی ہے تو عیسائیوں کے دو چرچ بھی جلائے ہیں اور سکھوں کے مذہبی مرکز گولڈن ٹمپل پر حملہ کر کے سکھوں کا لہو بہایا ہے۔ جس کی وجہ سے سکھوں میں بھارت کے خلاف انتقام کا جذبہ موجود ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پاکستان نے کرتار پور بارڈر کھول کر سکھوں کا دل جیت لیا ہے۔ اسی طرح موجودہ حکومت نے مسئلہ کشمیر کو دوبارہ دنیا میں اجاگر کیا ہے۔ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے بڑے اچھا طریقے سے اس کو اٹھایا ہے۔ البتہ پاکستانی حکومت کے لیے اس سے بہترین وقت اور کوئی نہیں ہے کہ جتنے بڑے پیمانے پر کشمیر میں ایک عوامی تحریک اٹھی ہوئی ہے تو اس کو عالمی سطح پر اجاگر نہ کرے۔ کیونکہ کسی دوسری تحریک پر بھارت سرحد پار کا الزام لگا سکتا ہے لیکن اس تحریک پر یہ الزام بھی نہیں لگا سکتا۔ جہاں آٹھ لاکھ افراد برہان مظفر وانی کا جنازہ پڑھتے ہیں، جہاں کشمیر کے چپے چپے پر کشمیری لوگ، عورتیں، سکولوں کی بچیاں آزادی کی تحریک چلا رہی ہیں۔ یعنی وہ ایک عوامی تحریک ہے، ایک ایسی آزادی کی تحریک ہے کہ جس کا ساتھ نہ دینا دنیا کے لیے بھی منافقت ہوگی۔ ان تمام چیزوں کو اگر پاکستان آگے بڑھ کر نہیں سنبھالتا تو یہ اس کی نااہلی ہوگی۔ اس حوالے سے دو تین اقدامات بڑے ضروری ہیں۔ ایک اس سال کو آزادی کشمیر کا سال قرار دیا جائے۔ یعنی اگر کشمیر میں تحریک اتنی زوروں پر ہے تو ہمیں ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر پوری دنیا میں کشمیر کانفرنسز منعقد کرنی چاہئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے سفارت خانوں میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے خصوصی ڈسک قائم کیے جائیں۔ مجھے ایک بیرون ملک دورے پر جانا ہوا تو میں نے وہاں اپنے سفارت خانے میں جا کر پوچھا کہ میں نے یہاں پارلیمنٹرین سے ملنا ہے اگر آپ کے پاس کشمیر کے حوالے سے کوئی لٹریچر ہے تو دے دیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ وہاں پر اس حوالے سے ایک پمفلٹ تک نہیں تھا۔ اسی

طرح میں جاپان میں سرکاری وفد کے ساتھ گیا تو وہاں کے وزارت خارجہ کے ترجمان سے بات ہوئی۔ اسے مسئلہ کشمیر کے بارے میں پتا ہی نہیں تھا۔ جب میں نے اس کو پورا مسئلہ وضاحت کے ساتھ بتایا تو وہ بہت حیران ہوا اور کہا کہ پہلی دفعہ مجھے پتا چلا کہ کشمیر کا مسئلہ اصل میں کیا ہے؟ کیونکہ مجھے آپ کے کسی وزارت خارجہ کے نمائندے یا سفیر نے اس کے بارے میں بتایا ہی نہیں۔ اسی طرح تیسری بات یہ کہ وزارت خارجہ میں ایک نائب وزیر خارجہ بطور امور کشمیر ہونا چاہیے جو کشمیر کے حوالے سے اپنا رول ادا کرے۔ اگر ہم واقعی مخلص ہیں تو ہمیں یہ کردار ادا کرنا چاہیے اور اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

سوال: کیا تمام بھارتی عوام پلوامہ حملے کے حوالے سے بھارتی میڈیا کے پروپیگنڈے کو سچ مانتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت پوری دنیا ایک میڈیا ڈریون سوسائٹی بن چکی ہے اور اس پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ یہاں بھی یہی صورت حال ہے۔ لیکن ایک فرق ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ملک ہو، چاہے انڈیا ہو، امریکہ ہو یا کوئی اور ملک ہو وہ باہمی معاملات میں بہت اختلاف کریں گے یعنی ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالیں گے لیکن جب بھی بیرونی مسئلہ ہوتا ہے تو حکومت دشمن میڈیا بھی حکومت کا دوست بنا ہوتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں ایسا نہیں ہو سکا۔ یہاں پر تو اپنے ذاتی مفاد کے لیے اپنے اداروں پر گند اچھالا جاتا ہے اور اس کی جو پالیسی ہوتی ہے اس کو اپنی طاقت بڑھانے کا ذریعہ کہا جاتا ہے۔

سوال: بھارتی مسلمانوں کے دل میں ہندو جنونیوں کا خوف زیادہ کیوں ہے؟

فرید احمد پراچہ: اس کی دو تین وجوہات ہیں۔ ایک تو وہاں ملکی سطح پر مسلمان کی کوئی قیادت موجود نہیں ہے۔ یعنی ایک اتحاد ہو، ایک قیادت نظر آئے تاکہ وہاں کے مسلمانوں میں احساس تحفظ پیدا ہو سکے کہ ہماری بھی کوئی بات کرنے والا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ اب پچھلے دنوں جو واقعات ہوئے ہیں کہ وہاں اتنی سفاکی کا مظاہرہ کیا گیا کہ لوگوں کو جلا دیا گیا، ذبح کر دیا گیا۔ ایک ہندو لڑکی چرچ کے اندر چلی گئی تو اس کو شدید ترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جہاں ایسا کلچر ہے وہاں کے مسلمانوں میں خوف تو پیدا ہو گا۔ اس کے باوجود نہیں پتا ہے کہ وہاں مسلمان اقلیت نہیں ہیں بلکہ دوسری بڑی اکثریت ہیں۔ وہاں پر مسلمانوں کی تعداد پاکستان کی آبادی سے زیادہ ہے لیکن اسمبلی میں نمائندگی کتنی ہے؟ کاروبار میں حصہ کتنا ہے؟ سول سروس میں کتنے لوگ ہیں؟ حتیٰ کہ انتہا پسند سیاسی ہندو جماعت بی جے پی میں مسلمان ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر وہاں کا مسلمان سمجھتا ہے کہ پاکستان سے آواز اٹھنا شاید ہمارے لیے زیادہ نقصان دہ اور مشکلات کا باعث ہوگا۔ ورنہ انہیں تو بہت زیادہ ضرورت ہے کہ کوئی ان کی بھی بات کرنے والا ہو۔ آج عالمی سطح پر جس طرح اقلیتوں کی بات کی جاتی ہے، پاکستان کے خلاف بات کی جاتی ہے حالانکہ بھارت کے اندر جو اقلیتوں کا حال ہے وہ تو بدترین صورت حال ہے۔ ان کے اوپر عوامی سطح پر شدید مظالم ڈھائے جاتے ہیں اور حکومت بھی اس میں شامل ہوتی ہے

ایوب بیگ مرزا: مسلمان اور ہندو میں ایک فرق ہے۔ مسلمان دین کے حوالے سے زمین کا محتاج نہیں ہے جبکہ ہندو ہندوستان کی زمین سے جڑا ہوا ہے۔ اس نے اس سرزمین کو مذہبی حیثیت دی ہوئی ہے یعنی ان کے لیے یہ دھرتی ماتا ہے۔ ہم نے چونکہ پاکستان بنا کر ان کی دھرتی ماتا کو کاٹا ہے لہٰذا ہندوؤں کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ دھرتی ماتا کو کاٹ کر پاکستان کا بن جانا تمہارے مذہب پر حملہ ہے اور اس کا وجود ناجائز ہے۔ جب اس طرح کی تعلیم دی جائے گی تو پھر پاکستان کے خلاف جذبات کا ابھرنا قدرتی بات ہے۔

سوال: کیا پاک بھارت جنگ کا کوئی امکان ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ظاہری طور پر دو ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ ہونا ناممکن تو نہیں لیکن انتہائی مشکل ضرور ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو یہ قطعاً بھارت کا ذاتی فیصلہ نہیں ہوگا کیونکہ آپ دیکھیے کہ اس وقت دنیا دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے یہ تقسیم امریکہ بمقابلہ سوویت یونین کی صورت میں تھی لیکن امریکہ، اسرائیل اور بھارت ایک طرف ہیں جبکہ روس، چین اور پاکستان دوسری طرف ہیں۔ لہٰذا اگر امریکہ یا اسرائیل کی طرف سے بھارت کو جنگ کے لیے اُبھارا گیا تو اسے آپ رول آؤٹ نہیں کر سکتے اگرچہ اس کا امکان کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان نے بھارت کو جس طرح کا پیغام دے دیا ہے' ان کو عقل آ جانی چاہیے۔ یہ وہی انداز تھا جس میں صدر ضیاء الحق نے راجیو گاندھی کو خبردار کیا تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ضیاء الحق نے راجیو کے کان میں کہا تھا جبکہ عمران خان نے یہ بات کھل کر دنیا کے سامنے کہی اور بالکل واضح طور پر کہا کہ اگر انڈیا نے حملہ کیا تو اس کا جواب لازماً جائے گا۔

سوال: بھارت کی طرف سے کسی ایڈونچر کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں؟

فرید احمد پراچہ: بھارت کی طرف زیادہ تر لفظی جنگ ہے۔ پہلے بھی مودی نے اس طرح کے دھمکی آمیز بیانات دیے تھے کہ ہم نے پاکستان میں سرجیکل سٹرائیک کی ہے، پھر کچھ سرحدی جھڑپیں کیں، پھر اس کو جب جواب دیا جاتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اب بھی اسے پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ بظاہر ابھی جنگ کا امکان نہیں ہے لیکن اگر لگی تو وہ روایتی قسم کی جنگ نہیں ہوگی اور جلد ہی نیوکلیئر جنگ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حالات کا اُتار چڑھاؤ بہت تبدیل ہو چکا ہے۔ لیکن انڈیا کو یہ سمجھنا چاہیے کہ مسلمانوں میں شہادت کی موت کی آرزو بالکل عام ہے یہاں لوگ موت سے نہیں ڈرتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر بھارت کے ساتھ جنگ میں ہمیں موت آئی تو وہ شہادت کی موت ہوگی۔ یہ شوق شہادت اور جذبہ جہاد ہی ہے کہ آج نہتے کشمیری ان کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں ورنہ دنیا کی فلاسفی میں یہ مقابلہ ہی نہیں بنتا۔ لیکن اگر بھارت کوئی ایڈونچر کرے گا تو پاکستانی قوم کے اندر جو غم وغصہ 71ء کی جنگ کا موجود ہے وہ سارا نکلے گا اور ہماری فوج اور قوم مل کر بھارت کے مقابلے میں آئیں گے جو بھارت کے لیے بہت عبرت ناک ہوگا۔ احادیث میں غزوۂ ہند کی پیشن گوئیاں موجود ہیں اور یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عروج کے لیے پاکستان کو کھڑا رکھا ہو۔ اس لیے اگر جنگ ہوگی تو ہمارے ہاں کوئی خوفزدگی نہیں ہوگی۔

سوال: کشمیر کاز کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پاکستان کو کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: جس طرح پراچہ صاحب نے بتایا کہ پاکستان کو یہ اقدامات کرنے چاہئیں جو اپنی جگہ بہت ضروری ہیں مگر بنیادی چیز ایک اور بھی ضروری ہے کہ کشمیری ہمیشہ سے جو نعرہ لگاتے آئے ہیں کہ ''پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ'' تو اس نعرے کو پاکستان میں عملی طور پر نافذ کیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نعرے کی قوت بہت زیادہ ہے لیکن اگر پاکستان میں عملی طور پر یہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نافذ ہو جائے تو پھر بھارت اپنی تمام کی تمام فوج بھی کشمیر میں بھیج دے (باقی صفحہ 16 پر)

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

یک جہتی کی ضرورت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کشمیر دنیا کے نقشے پر ایک خونچکاں جزیرہ ہے۔ گزشتہ سات دہائیوں سے کشمیریوں کا قتل جاری و ساری ہے۔ ساڑھے سات لاکھ بھارتی فوج کے جبر تلے ہر کچھ عرصے کے بعد از سرِ نو خون کی ہولی کھیلی جانے لگتی ہے۔ 1989ء سے اب تک لاکھ سے زیادہ شہادتیں بہادر کشمیریوں کے انمٹ جذبۂ حریت و فدائیت پر گواہ ہیں۔ 'ہم چھین کے لیں گے آزادی' 'پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ' کے نعرے گونجتے اور ہمیں شرمسار کرتے رہے ہیں۔ پاکستان نے پرویز مشرف کے دور میں کشمیر پر خاموشی اختیار کی تھی۔ امریکہ کے ساتھ مل کر ہمیں عالمی دہشت گردی کی جنگ میں مصروف کیے رکھا۔

اس اثناء میں پاکستانی حکومتیں آتی جاتی رہیں لیکن کشمیر پر ہم نے تجاہل عارفانہ اختیار کیے رکھا۔ اس پر ہم جیسے لکھاری، نظریۂ پاکستان اور کشمیر کے شہ رگ ہونے کی حساسیت کا غم کھانے والے مسلسل تنقید کرتے رہے حکومتی سرد مہری پر۔ کشمیری نوجوان اپنے بل بوتے پر پاکستانی پرچم لہراتے، گولیاں کھاتے، ہمارے پرچم میں دفن ہو جاتے رہے ہیں۔ ہمارے پاس 5 فروری کی چھٹی، یک جہتی بیانات، مذمتی بیانات کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ بھارت بھی بخوبی جانتا ہے۔ پلوامہ حملے پر جو پوری دنیا کے چوراہے پر بیٹھ کر مودی اور بھارتی میڈیا نے بین ڈالا اور سینہ کوبی کر کے پاکستان کو ذمہ دار ٹھہرانے کا حربہ اختیار کیا ہے، اس کی حقیقت سے خود بھارتی عوام اور دنیا بخوبی واقف ہے! ریاستی دہشت گردی کے تسلسل نے پڑھے لکھے اور پروفیشنل نوجوانوں کو تحریک آزادی، کشمیر کا ہراول دستہ بنا دیا ہے، اس تازہ مزاحمتی لہر میں جو برہان وانی کی شہادت سے مہمیز پا کر اٹھا ہے۔ بھارتی فوج نے پیلٹ گن کے استعمال سے درجنوں نوجوان شہید کیے اور بے حساب کی آنکھوں کے نشانے لے کر بینائی سے محروم کیا۔ ظلم و جبر کے جواب میں بالآخر پلوامہ حملہ ہوا جس نے بھارت کے رگ و پے میں خوف، نفرت اور انتقام کی لہر دوڑا دی۔ تنگ آمد بجنگ آمد فارمولے کو بھارت بھولا بیٹھا تھا۔ اب ہوش کے ناخن لینے کی بجائے بھارت بھر میں بی جے پی اور مودی نے کشمیری مسلمانوں کے خلاف بالخصوص اور بھارتی مسلمانوں کے خلاف بالعموم حسبِ سابق جنون بھڑکا دیا۔ مودی نے کشمیر میں فوج کو کھلی چھٹی دینے کا فرمان جاری کیا۔ اگرچہ یہ کھلی چھٹی کب نہ تھی؟ اسی بوئے ہوئے کو پلوامہ میں کاٹا ہے۔ سو کشمیر بھر میں مسلمان ہراساں کیے جا رہے ہیں۔ جموں شہر میں جتھوں نے مسلمانوں کی املاک پر حملے اور آگ لگانے کے سلسلے شروع کر رکھے ہیں۔ پلوامہ کی آڑ میں مسلم دیہاتوں پر سینکڑوں فوجی ٹوٹ پڑے ہیں تلاشی کے نام پر۔ اندھا دھند گولیاں برسائی گئیں ہیں۔ بھارتی شہروں میں کشمیری محفوظ نہیں۔ گھر خالی کروانے، ہوسٹلوں سے کشمیری طلبہ کو نکال کر باہر کرنے، نوکریوں سے نکالنے کے واقعات مسلسل رپورٹ ہو رہے ہیں۔ انتخابات میں کمزور پوزیشن مستحکم کرنے کو بی جے پی اور مودی کو گویا منہ مانگی مراد مل گئی۔ سو ہندو انتہا پسندی کی آگ بھڑکا کر جذبات کو دہکایا جا رہا ہے۔ لگے ہاتھوں پاکستان کے ساتھ منہ ماری اور گرما گرمی ان کی دیرینہ روایت ہے۔ بجا طور پر وزیراعظم نے منہ توڑ جواب دے کر مودی کے بخار کا مداوا کیا ہے۔ بھارت کو ہوش کے ناخن لینے ہوں گے۔ حریت پسند اقوام پر طاقت کے بل بوتے پر قبضہ جمائے رکھنا ممکن ہوتا تو آج امریکہ اور اس کے 48 حواری یوں بے ننگ و نام ہو کر 18 سالوں کی ناکامی کا پشتارہ لادے وہاں سے نہ نکلے ہوتے۔ اندرونی طور پر انتشار کا شکار بھارت صرف بڑھکوں کی بنا پر نہ کشمیر نگل سکتا ہے، نہ ایٹمی پاکستان سے نمٹ سکتا ہے۔ پلوامہ کا حملہ بھارت کے لیے بڑا بھاری پیغام لیے ہوئے ہے۔ کشمیری اگر اس ٹریک پر چل پڑے تو 7 لاکھ بھارتی فوجی بھی امریکہ کی طرح خوف زدہ، پاگل اور نفسیاتی مریض بن کر دوڑ لیں گے۔ جو قوم فاقہ کشی اور موت سے بے خوفی کی راہ اختیار کر لے اسے زیر کرنے کے لیے دنیا بھر کی عسکری قوت اور کف آلود سینکڑوں مودی، ناکافی ہوتے ہیں۔ بھارت کو اپنے پیدا کردہ مسائل کا حل حقیقت پسندی کے ساتھ تلاش کرنا ہو گا۔ پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرا کر، مسلم اقلیت کو بھارت بھر میں نشانہ بنا کر کشمیر میں بھڑکی آگ ٹھنڈی کرنا ممکن نہیں۔ کشمیری فی نفسہ سر سے کفن باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اس کا مداوا مذاکرات کی میز پر تو ممکن ہے جبر ظلم اور ریاستی دہشت گردی سے نہیں ہے۔ یہی افغانستان کا بھاری بھرکم سبق تاریخ کے سینے پر ثبت ہو چکا۔

پلوامہ میں جو ہوا یہ مظلوم نہتے پا کر دبا لیے جانے والوں کا ہتھیار ہے۔ جو فلسطین، عراق، افغانستان میں اس وقت استعمال کیا گیا جب محکوم دیوار سے لگا دیے گئے۔ یہ یقیناً تشویشناک ہے۔ ایسے نوجوانوں کو کنٹرول کرنا کس کے بس میں ہوا؟ سو بھارت الزامات کی بوچھاڑ سے نکل کر اپنے گھر میں لگی آگ بجھانے کی فکر کرے۔

قبل ازیں سعودی ولی عہد کی پاکستان آمد خبروں کا مرکز رہی۔ مہمانوں کی آمد پر اپوزیشن کو نہ بلانا تھڑدلی اور تنگ نظری کی علامت ہے۔ یہ ذاتی، نجی مہمان تو نہ تھے۔ گھریلو سطح پر سہیلیوں کی دعوت میں نندوں، بھابھیوں کو نہ بلانے کے قبیل کا معاملہ لگا۔ اپوزیشن، جمہوری نظام میں منتخب ہو کر قوم کے معتدبہ حصے کی نمائندگی کرتی ہے۔ ایک ایوان میں بیٹھنے والے، ایسے مواقع پر قومی یک جہتی کا مظاہرہ کیا کرتے ہیں۔ چلیے وہ تو برادر ملک تھا جس کے سامنے چپقلش نے بھرم توڑا۔ لیکن اب جو ہمسایہ دشمن غرا رہا ہے، اس کے مقابل حکومت، اپوزیشن اور مقتدرین کو سنجیدگی سے نظر ثانی کر کے اتحاد و اتفاق کا ثبوت دینا ہو گا۔ یہ کرسیوں کی کھیل، پاکستان کی سلامتی، استحکام آزادی اور خود مختاری سے نتھی ہے۔ اپنا گھر درست کیجیے۔ کھینچا تانی، الزام تراشیوں، اوئے توئے کی بداخلاقی سے نکل کر حالات کی نزاکت کا ادراک کرنے کی ضرورت ہے۔

ادھر اسرائیل، عالمی جنگوں اور باہمی سیاست کاریوں میں مسلم ممالک کو الجھا کر خود قبلہ اول پر ہاتھ صاف کرنے چلا ہے۔ یکا یک ان پر مسجد اقصیٰ میں یہودی مراسم عبودیت ادا کرنے کا نزول ہوا ہے۔ اس کی آڑ میں آئے

دن فلسطینیوں پر تشدد، قابض فوج اور پولیس اہل کاروں کے جلو میں مسجد اقصیٰ پر دھاوا بولا جاتا ہے۔ مسلم ممالک، او آئی سی کو اس پر شدید نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔ حالات کی حدت و شدت ایک طرف شام اور قبلہ ٔ اول میں احادیث میں مذکور ملحمۃ الکبریٰ کی علامات ظاہر کر رہی ہیں۔ دوسری جانب بھارت کی دیوانگی مزید علامات کا پتہ دے رہی ہیں۔ مسلمان قرآن و حدیث سے نابلد، بے بہرہ، غفلتوں میں کھوئے اپنے اپنے رہٹ پر کولہو کے بیل بنے آنکھوں پر کھوپے چڑھائے دائروں کے سفر میں ہیں۔ یار یوں کی بھیڑیں بنے سرنہوڑائے ہانکے جا رہے ہیں! اس قدر بے رخی، اس قدر بزدلی ایسے بے حس تو مردِ مسلماں نہ تھے۔

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(21 تا 27 فروری 2019ء)

جمعرات (21 فروری) کو صبح 9 بجے تا نمازِ ظہر مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جمعہ (22 فروری) کو صبح 10 سے دوپہر 2:30 بجے تک قرآن اکیڈمی میں مرکزی ناظم تعلیم وتربیت کے ساتھ بعض تنظیمی امور نمٹائے۔ ہفتہ (23 فروری) کو صبح 9:30 سے 10:30 تک قرآن اکیڈمی میں مرکزی انجمن خدام القرآن کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اسی روز دوپہر 2:30 تا نمازِ عصر دارالاسلام میں دین حق ٹرسٹ کے بورڈ آف گورنرز کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نمازِ عصر تا نمازِ عشاء دارالاسلام ہی میں تنظیم اسلامی کی توسیعی عاملہ کے اجلاس کی پہلی نشست میں شرکت کی۔ اتوار (24 فروری) کو صبح 9 بجے سے نمازِ مغرب تک دارالاسلام میں جاری توسیعی عاملہ کے اجلاس کی دوسری نشست میں شرکت کی۔

سوموار (25 فروری) کو صبح 9:30 تا 10:30 قرآن اکیڈمی میں مرکزی ناظم نشر واشاعت کے ساتھ بعض اہم امور کے حوالے سے ایک میٹنگ رہی۔ اسی دن نیوزی لینڈ سے آئے ایک حبیب جناب مامون سعید سے ملاقات رہی۔ انہوں نے دین کے عملی نفاذ اور تنظیم اسلامی کے حوالے سے اپنے بعض سوالات پر رہنمائی حاصل کی۔ بعدازاں حلقہ پنجاب شمالی سے آئے ایک رفیق تنظیم کے ساتھ تفصیلی ملاقات رہی۔ منگل (26 فروری) کو قریباً دن 11:00 سے دوپہر 02:00 بجے تک دارالاسلام میں تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی روز بعد نمازِ عشاء طے شدہ شیڈول کے مطابق قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم گارڈن ٹاؤن کے رفقاء سے اجتماعی ملاقات کا پروگرام ہوا۔ معمول کے مطابق مقامی امیر نے اپنے نقباء کا' پھر نقباء نے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعدازاں' سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ اس پروگرام میں ناظم اعلیٰ بھی شریک ہوئے۔ بدھ (27 فروری) کو مرکز تنظیم اسلامی دارالاسلام میں تنظیمی امور نمٹائے۔ (مرتب: محمد خلیق)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے ملتزم رفیق محترم سعد حسین کے بہنوئی علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مریض کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی (پنجابی)، عمر 24 سال، تعلیم ایم فل (گورنمنٹ ٹیچر) کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0337-7024161

☆ برطانیہ میں مقیم پاکستانی جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، بی ایس سی سول انجینئرنگ، ایم ایس سی سٹرکچرل انجینئرنگ، برطانیہ میں جاب، حجاب اور صوم و صلوٰۃ کی پابند کے لیے پروفیشنل کوالیفیکیشن کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برطانیہ اور پاکستان سے لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: +447522227520

☆ لاہور میں مقیم رفیق تنظیم، عمر 28 سال، تعلیم انجینئرنگ، ذاتی کاروبار کے لیے حافظ، عالمہ یا عربی زبان سے واقفیت رکھنے والی تعلیم یافتہ اور دراز قد لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ رسم ورواج سے بالاتر مسنون نکاح اور ولیمہ پر اکتفا کرنے والی فیملی رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0323-4380232

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، بی کام، ایل ایل بی، پریکٹس لاہور، قد 5.4 کے لیے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0302-9550161

☆ فیصل آباد میں رہائش پریز جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، ایم فل فزکس، قد 5.2 کے لیے تعلیم یافتہ، دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: +447522227520

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم انجینئرنگ صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-8427873

☆ تنظیم اسلامی کے رفیق اور مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے کارکن عمر 77 سال، صحت مند، باروزگار، پہلی بیوی فوت، لاہور میں ذاتی رہائش کے لیے 60،70 سال عمر تک کی خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0301-4441698
0331-4665428

نماز کی روح: خشوع وخضوع

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
www.najeebqasmi.com

نماز میں رکوع اور سجود اچھی طرح سے ادا نہ کرنے اور اطمینان وسکون کے بغیر نماز ادا کرنے کو نبی اکرم ﷺ نے بدترین چوری قرار دیا ہے۔

قیام، قرآن کی تلاوت، رکوع، سجدہ اور قعدہ وغیرہ نماز کا جسم ہیں اور اس کی روح خشوع وخضوع ہے۔ چونکہ جسم بغیر روح کے بے حیثیت ہوتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ نمازوں کو اس طرح ادا کریں کہ جسم کے تمام اعضاء کی یکسوئی کے ساتھ دل کی یکسوئی بھی ہو تاکہ ہماری نمازیں روح یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں۔ دل کی یکسوئی یہ ہے کہ نماز کی حالت میں بہ قصد خیالات ووساوس سے دل کو محفوظ رکھیں اور اللہ کی عظمت وجلال کا نقش اپنے دل پر بٹھانے کی کوشش کریں۔ جسم کے اعضاء کی یکسوئی یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھیں، بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگیں بلکہ خوف وخشیت اور عاجزی وفروتنی کی ایسی کیفیت طاری کریں جیسے عام طور پر بادشاہ کے سامنے ہوتی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں نماز کو خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کرنے کی بار بار تعلیم دی گئی ہے کیونکہ اصل نماز وہی ہے جو خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کی جائے اور ایسی ہی نماز پر اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی عطا فرماتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے۔

خشوع وخضوع سے متعلق چند آیات قرآنیہ

”یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جن کی نمازوں میں خشوع ہے۔“ (المؤمنون: 1،2) ”صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کیا کرو۔ بے شک وہ نماز بہت دشوار ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی دشوار نہیں۔“ (البقرۃ: 45) ”تمام نمازوں کی خاص طور پر درمیان والی نماز (یعنی عصر کی) پابندی کیا کرو اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے رہا کرو۔“ (البقرۃ: 248)

خشوع وخضوع سے متعلق چند احادیث نبویہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب اقامت سنو تو پورے وقار، اطمینان اور سکون سے چل کر نماز کے لیے آؤ اور جلدی نہ کرو۔ جتنی نماز پالو پڑھ لو اور جو رہ جائے وہ بعد میں پوری کرلو۔“ (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ ایک اور صاحب بھی مسجد میں آئے اور نماز پڑھی پھر (رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور) رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گئے اور جیسے نماز پہلے پڑھی تھی ویسے ہی نماز پڑھ کر آئے، پھر رسول اللہ ﷺ کو آکر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ اُن صاحب نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، آپؐ مجھے نماز سکھایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو تکبیر کہو، پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ پھر رکوع میں جاؤ تو اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے کھڑے ہوتو اطمینان سے کھڑے ہو، پھر سجدہ میں جاؤ تو اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھو تو اطمینان سے بیٹھو۔ یہ سب کام اپنی پوری نماز میں کرو۔“ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے پر اس کے لیے اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر خوب خشوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے جس میں رکوع بھی اچھی طرح کرتا ہے تو جب تک کوئی کبیرہ (بڑا) گناہ نہ کرے یہ نماز اس کے لیے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور یہ فضیلت ہمیشہ کے لیے ہے۔“ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر دو رکعت اس طرح پڑھتا ہے کہ دل نماز کی طرف متوجہ رہے اور اعضاء میں بھی سکون ہو تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہوجاتی ہے۔“ (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف اس وقت تک توجہ فرماتے ہیں جب تک وہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔ جب بندہ اپنی توجہ نماز سے ہٹالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنی توجہ ہٹالیتے ہیں۔“ (نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے چوری کرے۔“ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! نماز میں کس طرح چوری کرے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے ادا نہ کرنا۔ (غرض اطمینان وسکون کے بغیر نماز ادا کرنے کو نبی اکرم ﷺ نے بدترین چوری قرار دیا)۔“ (مسند احمد، طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح بعض کے لیے نواں حصہ، بعض کے لیے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔“

(ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز کی طرف دیکھتے ہی نہیں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان یعنی قومہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے۔“

(مسند احمد)

حضرت حذیفہ ؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع اور سجدہ کو پوری طرح سے ادا نہیں کررہا تھا۔ جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوگیا تو حضرت حذیفہ ؓ نے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اگر تو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مرگیا تو محمد ﷺ کے دین کے بغیر مرے گا۔“ (بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ ”میں تم

لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ نماز میں گھوڑے کی دُم کی طرح اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو۔نماز میں سکون اختیار کرو۔'' (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا، اور نیز اس بات کا حکم فرمایا کہ نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن ؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کوے کی طرح ٹھونگے مارنے سے (یعنی جلدی جلدی نماز پڑھنے سے) اور درندہ کی کھال بچھا کر نماز پڑھنے سے اور اس سے کہ کوئی شخص مسجد میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر کرلے جیسے کہ اونٹ (اپنے اصطبل) میں ایک خاص جگہ مقرر کر لیتا ہے۔'' (مسند احمد، ابوداؤد، نسائی)

نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کا طریقہ

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان باآواز ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو وہ واپس آجاتا ہے۔ جب اقامت کہی جاتی ہے تو وہ پھر بھاگ جاتا ہے اور اقامت پوری ہونے کے بعد پھر واپس آجاتا ہے تاکہ نمازی کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ چنانچہ نمازی سے کہتا ہے یہ بات یاد کر اور یہ بات یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو باتیں نمازی کو نماز سے پہلے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ نمازی کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں۔'' (مسلم۔ باب فضل الاذان)

شیطان کی پہلی کوشش مسلمان کو نماز سے ہی دور رکھنا ہے کیونکہ نماز اللہ کی اطاعت کے تمام کاموں میں سب سے افضل عمل ہے۔ لیکن جب اللہ کا بندہ شیطان کی تمام کوششوں کو ناکام بناکر اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب عمل نماز کو شروع کردیتا ہے تو پھر وہ نماز کی روح یعنی خشوع وخضوع سے محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ وہ نماز میں مختلف دنیاوی امور کو یاد دلا کر نماز کی روح سے غافل کرتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ایسے اسباب اختیار کرے کہ جن سے نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے چند اسباب ذکر کیے جارہے ہیں۔ اگر ان مذکورہ اسباب کو اختیار کیا جائے گا تو ان شاء اللہ شیاطین سے حفاظت رہے گی اور ہماری نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں گی۔

نماز شروع کرنے سے پہلے: (1) جب مؤذن کی آواز کان میں پڑے تو دنیاوی مشاغل کو ترک کرکے اذان کے کلمات کا جواب دیں اور اذان کے اختتام پر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھ کر اذان کے بعد کی دعا پڑھیں۔ (2) پیشاب وغیرہ کی ضروریات سے فارغ ہوجائیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: کھانے کی موجودگی میں (اگر واقعی بھوک لگی ہو) نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس حالت میں جب پیشاب پاخانہ کا شدید تقاضا ہو۔ (صحیح مسلم) (3) بسم اللہ پڑھ کر سنت کے مطابق اس یقین کے ساتھ وضو کریں کہ ہر عضو سے آخری قطرے کے گرنے کے ساتھ اس عضو کے ذریعہ کیے جانے والے صغائر گناہ بھی معاف ہورہے ہیں اور وضو کی وجہ سے اعضاء قیامت کے دن روشن اور چمکدار ہوں گے جن سے تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ اپنے امت کے افراد کی شناخت فرمائیں گے۔ (4) صاف ستھرا لباس پہن لیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنا لباس زیب تن کرلیا کرو جس میں ستر پوشی کے ساتھ زیبائش بھی ہو۔'' (الاعراف: 31)

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔'' (مسلم)

وضاحت: تنگ لباس ہرگز استعمال نہ کریں، احادیث میں تنگ لباس پہننے سے منع فرمایا ہے۔ نیز مرد حضرات پاجامہ یا کوئی دوسرا لباس ٹخنوں سے نیچے نہ پہنیں، احادیث میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ پہننے والوں کے لیے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (5) جو چیزیں نماز میں اللہ کی یاد سے غافل کریں، ان کو نماز سے قبل ہی دور کردیں۔ (6) اپنی وسعت کے مطابق سخت سردی اور سخت گرمی سے بچاؤ کے اسباب اختیار کریں۔ (7) شور وغل کی جگہ نماز پڑھنے سے حتی الامکان بچیں۔ (8) مرد حضرات فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجدوں میں اور مستورات گھر میں ادا کریں۔ (9) صرف حلال روزی پر اکتفا کریں اگرچہ بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو۔ (10) نماز میں خشوع وخضوع پیدا ہوجائے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔

نماز شروع کرنے کے بعد: (1) نہایت ادب واحترام کے ساتھ اپنی عاجزی وفروتنی اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی، عظمت اور علوشان کا اقرار کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر زبان سے اللہ اکبر کہیں، دل سے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے اور وہی جی لگانے کے لائق ہے اس کے علاوہ ساری دنیا حقیر اور چھوٹی ہے، اور دنیا سے بےتعلق ہوکر اپنی تمام تر توجہ صرف اسی ذات کی طرف کریں جس نے ہمیں ایک ناپاک قطرے سے پیدا فرماکر خوبصورت انسان بنادیا اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی اس دنیاوی زندگی کا حساب دینا ہے۔ (2) ثنا، سورۂ فاتحہ، سورہ، رکوع وسجدہ کی تسبیحات، جلسہ وقومہ کی دعائیں، التحیات، نبی اکرم ﷺ پر درود اور دعاؤں وغیرہ کو سمجھ کر اور غور وفکر کرتے ہوئے اطمینان کے ساتھ پڑھیں، اگر تدبر وتفکر نہیں کرسکتے تو کم از کم اتنا معلوم ہو کہ نماز کے کس رکن میں ہیں اور کیا پڑھ رہے ہیں۔ (3) اس یقین کے ساتھ نماز پڑھیں کہ نماز میں اللہ جل شانہ سے مناجات ہوتی ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کی حدیث میں گزرا۔ نیز دوسری حدیث میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے دوران اللہ تعالیٰ ہر آیت کے اختتام پر بندہ سے مخاطب ہوتا ہے۔ (4) اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، نیز بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگیں۔ (5) سجدہ کے وقت یہ یقین ہو کہ میں اس وقت اللہ کے بہت زیادہ قریب ہوں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ نماز کے دوران سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔'' (مسلم) (6) نماز کے تمام ارکان واعمال کو اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کریں۔ (7) نبی اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز ادا کریں۔ (8) نماز میں خشوع وخضوع کی کوشش کے باوجود اگر بلا ارادہ دھیان کسی اور طرف چلا جائے تو خیال آتے ہی فوراً نماز کی طرف توجہ کریں۔ اس طرح بلا ارادہ کسی طرف دھیان چلا جانا نماز میں نقصان دہ نہیں ہے (ان شاء اللہ)، لیکن حتی الامکان کوشش کریں کہ نماز میں دھیان کسی اور طرف نہ جائے۔

محبوبِ حقیقی

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

یوں تو دنیا میں لوگوں نے کئی محبوب بنا رکھے ہیں، کسی کا محبوب دولت ہے، کسی کا محبوب کرسی ہے، کسی کا محبوب اقتدار ہے، کسی کا محبوب انسان ہے، کسی کا محبوب خواہشات ہیں۔

لیکن جو واقعی بندہ مومن ہوگا اس کا محبوب حقیقی صرف اللہ ہوگا:

میں اُن کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتا دے
لا مجھ کو دکھا اُن کی طرح کوئی اگر ہے

اللہ تعالیٰ کے محبوب حقیقی ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دنیا میں کسی سے محبت کی جاتی ہے تو اس کے کمالات اور حسن وجمال کی وجہ سے کی جاتی ہے مگر سارے کمالات کا خالق بھی اللہ ہے اور حسن وجمال کا خالق بھی اللہ ہے۔

☆ علماء کو علم ملا تو اللہ نے دیا۔

☆ اتقیاء کو تقویٰ ملا تو اللہ نے دیا۔

☆ صحابہ کو شرف صحابیت ملا تو اللہ نے دیا۔

☆ انبیاء کو نبوت ملی تو اللہ نے دی۔

☆ خاتم النبیین ﷺ کو ختم نبوت کا اعزاز ملا تو اللہ نے دیا۔

یونہی اگر کسی کے اندر شجاعت، سخاوت، امانت ودیانت، ایثار ومحبت، قوت وطاقت، ذکاوت وذہانت اور فصاحت وبلاغت ہے تو یہ اللہ ہی کی دین ہے۔

ارے! ہمارا تو کچھ بھی نہیں آنکھوں میں بصارت اسی کے فضل سے،

☆ کانوں میں سماعت اسی کے فضل سے۔

☆ زبان میں فصاحت اسی کے فضل سے۔

☆ دماغ میں ذکاوت اسی کے فضل سے۔

جو کچھ بھی ہے سب اسی کے فضل سے ہے، لہٰذا حقیقی محبت بھی اسی اللہ سے ہونی چاہیے یا ان سے ہونی چاہیے جن سے اللہ محبت کرنے کا حکم دے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ خود اللہ بھی ہم سے محبت کرتا ہے انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ محبت کا جواب محبت ہی سے دیا جائے۔

اگر بندوں سے اللہ کی محبت دیکھنا چاہتے ہو تو اس کی صفات کا مطالعہ کرو۔

جب آپ اس کی صفات کے معنی اور مفہوم کو سامنے رکھ کر غور کرو گے تو آپ کا دل اس کی محبت سے بھر جائے گا۔

وہ المؤمن ہے یعنی امن دینے والا۔ وہ اپنے ماننے والوں کو امن دیتا ہے دنیا کی مصیبتوں سے اور آخرت کے عذاب سے۔

وہ المہیمن ہے یعنی حفاظت کرنے والا وہ اپنے بندوں کی جب تک چاہتا ہے اسی طرح حفاظت فرماتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

وہ الغفار ہے یعنی بہت زیادہ بخشنے والا، جتنا اور جیسے وہ بخشتا ہے اتنا کوئی دوسرا نہیں بخش سکتا۔

☆ وہ الوہاب ہے یعنی بلاعوض دینے والا۔

☆ وہ الرزاق ہے یعنی ساری مخلوق کو رزق دینے والا۔

☆ وہ الفتاح ہے یعنی اپنی رحمت اور علم کے دروازے کھولنے والا

☆ وہ العدل ہے یعنی بہت انصاف کرنے والا۔

☆ وہ الغفور ہے یعنی بہت زیادہ مغفرت کرنے والا۔

☆ وہ الشکور ہے یعنی قدر کرنے والا۔

☆ وہ الکریم ہے یعنی بہت کرم کرنے والا۔

☆ وہ الرحمٰن یعنی بے حد مہربان ہے۔

☆ وہ الرحیم ہے یعنی رحم کرنے والا۔

☆ وہ الودود ہے یعنی بہت محبت کرنے والا۔

☆ وہ الوکیل ہے یعنی کام بنانے والا۔

☆ وہ الولی ہے یعنی احسان کرنے والا۔

☆ وہ البر ہے یعنی احسان کرنے والا۔

☆ وہ التواب ہے یعنی بہت توبہ قبول کرنے والا۔

☆ وہ العفو ہے یعنی بہت معاف کرنے والا۔

☆ وہ الرؤوف ہے یعنی بہت شفقت کرنے والا۔

☆ وہ الہادی ہے یعنی ہدایت کرنے والا۔

☆ وہ الرشید ہے یعنی مصلحت بتانے والا۔

☆ وہ الصبور ہے یعنی بہت تحمل والا۔

یہ ساری صفات اس مالک کے کرم کو، اس کی شفقت کو، اس کی کارسازی کو اور اس کے محسن ہونے کو بتاتی ہیں اور جب ایک بندہ مومن ان صفات کی روشنی میں ذاتِ باری تعالیٰ کا مراقبہ کرتا ہے تو اس کا دل اپنے مالک حقیقی کی محبت سے بھر جاتا ہے اور اس کے دل سے آواز اُٹھتی ہے کہ ارے ظالم اور جاہل! جھک جا اس ہستی کے سامنے جو تیرے بگڑے کاموں کو سنوارتی ہے، تیرے سامنے علم وحکمت کے دروازے کھولتی ہے، تیری توبہ کے آنسو اپنے دامن رحمت سے صاف کرتی ہے، جو تیری گستاخیوں پر تحمل سے کام لیتی ہے، جس کے احسانات اور نوازشوں کی کوئی حد ہی نہیں۔

ارے!

☆ چھوڑ وان مجازی محبوبوں کو جن کے نہ تو قول واقرار کا اعتبار نہ ان کے وعدوں کا کوئی بھروسا۔

☆ محبت کرنی ہے تو اس حقیقی محبوب سے کر جو کبھی بے وفائی نہیں کرتا۔

☆ اس اللہ سے کر جس کے احسانات کے نیچے تیری گردن دبی ہوئی ہے۔

☆ جس کی محبت آخرت کی فلاح کی ضامن ہے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

اور ہر کشمیری پر ایک فوجی کھڑا کر دے تب بھی بھارت کشمیر کی تحریک آزادی کو کچل نہ سکے گا۔ کیونکہ پاکستان میں حقیقی طور پر سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحکام اُسی وقت آئے گا جب ہم یہاں لا الٰہ الا اللہ کو عملی طور پر نافذ کریں گے۔ اس کے نتیجے میں دنیا ہم سے متاثر ہوگی اور ہر کوئی ہم سے ملنا پسند کرے گا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ شاید پھر چالیس لاکھ کشمیریوں میں سے کوئی ایک بھی تحریک سے باہر نہیں ہوگا کیونکہ انہیں سامنے وہ چیز نظر آئے گی جس کی وہ خواہش کرتے ہیں۔ یعنی لا الٰہ الا اللہ کا عملی طور پر نفاذ۔ تب کشمیر میں وہ تحریک برپا ہوگی کہ جس کو دبانا ہندوستان کے بس میں نہیں ہوگا۔ کیونکہ

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا!

کیا شخص تھا جو راہِ وفا سے گزر گیا!

انجینئر نعمان اختر

صدر انجمن خدام القرآن سندھ، تنظیم اسلامی کے سرگرم رفیق اور شفیق دوست محترم ثاقب رفیع شیخ صاحب 15 فروری بروز جمعۃ المبارک حرکت قلب بند ہوجانے کے سبب 52 سال کی عمر میں رضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ٥

شریکِ بزمِ دل بھی تھا، چراغ بھی اور پھول بھی
مگر جو جانِ انجمن تھا وہ کہیں چلا گیا

راقم بحمدللّٰہ و بتوفیقہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے ارض مقدس مکۃ المکرّمۃ میں تھا کہ بعد نماز فجر آپ کے انتقال کی خبر موصول ہوئی۔ اللہ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے اور اُن کی بیش بہا دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور مرحوم کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

واقعی موت ایسی اٹل حقیقت اور یقینی شے ہے جس سے نہ انکار ممکن ہے نہ فرار ممکن ہے۔ اللہ ہم سب کو موت سے پہلے اس کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم ثاقب رفیع بھائی راقم سے عمر میں تقریباً 12 سال بڑے تھے لیکن بقول اُن کے مجھے دوست کی حیثیت دے کر اکثر انجمن و تنظیم کے امور میں مشاورت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ رجوع الی القرآن کورس میں بھی ہمارا ساتھ رہا۔ بہت جہاں دیدہ شخصیت کے مالک تھے۔ موقع محل کے اعتبار سے محاوروں، اشعار اور آیات قرآنی کے استعمال کا ملکہ اللہ تعالیٰ نے خوب عطا کیا تھا۔ 17 اپریل 2003ء میں اقامت دین کی جدوجہد کے لیے تنظیمی قافلہ میں شامل ہوئے اور دینی فرائض کی ادائیگی میں ہمہ تن آخری سانس تک مصروف عمل رہے۔ داعیانہ تڑپ قابل رشک تھی۔ موصوف کی حالات حاضرہ پر بھی خوب نگاہ تھی یہی وجہ تھی کہ تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی میں خصوصی مشیر برائے حالات حاضرہ کی ذمہ داری پر بھی کافی عرصہ فائز رہے۔ اس سے قبل تنظیم اسلامی سوسائٹی کی امارت کی ذمہ داری بھی کئی سال بخوبی نبھائی۔

استاد محترم نوید احمد صاحب علیہ الرحمۃ سے انتہائی محبت تھی۔ اُن کو اپنا روحانی والد تصور کرتے تھے۔ اُن کی وفات پر کہا کرتے تھے کہ اللہ نے مجھے یتیم کر دیا۔ اپنے اساتذہ کی عزت اپنے چھوٹوں پر شفقت، اپنے ہم عمر تحریکی ساتھیوں کی قدر کرنے والے تھے۔

فروری 2006ء سے انجمن کی شوریٰ کے ممبر رہے۔ سن 2012ء سے تا دم آخر الحمدللہ انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر کی حیثیت میں ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے۔ اس ادارے کے کاموں میں وسعت کے لیے ہر وقت فکر مند رہنا اور انتظام و انصرام کے لیے اُن کی کاوشیں بھی تعریف کے لائق ہیں۔

مرحوم کئی سالوں سے شوگر کے مرض میں بھی مبتلا تھے۔ چند ماہ پہلے بائی پاس کا آپریشن بھی ہوا۔ راقم عیادت کے لیے اُن کے گھر گیا اور مرحوم کی زبان پر کلمات شکر سن کر دلی مسرت ہوئی۔ مرحوم کے لواحقین میں چار بچے، بیوہ اور ان کی والدہ محترمہ ہیں۔ اللہ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور گھرانے پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ عمرہ کی ادائیگی سے واپسی پر راقم مرحوم کے گھر تعزیت کے لیے گیا اور دو صاحبزادوں سے تفصیلی ملاقات رہی۔ الحمدللہ بیٹوں کو اللہ کے فیصلے پر راضی اور مطمئن دیکھ کر دلی اطمینان ہوا اور یہ کیفیت مرحوم کی اپنے اہل خانہ کی دینی تربیت کی عکاس ہے۔ مرحوم کے بڑے صاحبزادے نے نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

ثاقب رفیع شیخ صاحب 2 جون 1967ء، جمعۃ المبارک کے دن پیدا ہوئے اور 15 فروری 2019ء جمعۃ المبارک ہی کو رفیق اعلیٰ کی جانب مراجعت فرمائی۔

اللھم اغفر لہ و ارحمہ و ادخلہ فی رحمتك و حاسبہ حسابا یسیرا

امید واثق ہے کہ مرحوم نے جو بھرپور زندگی دینی خدمت میں اور خادم قرآن کی حیثیت سے گزاری ہے تو سورۃ الفجر کی آخری آیات کے مصداق وہ مطمئن جان کی صورت میں اپنے خالقِ حقیقی کی طرف لوٹے ہوں گے ان شاءاللہ۔

﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۝٢٧ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝٢٨ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝٢٩ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝٣٠﴾

اللہ تعالیٰ ثاقب بھائی کی خطاؤں ولغزشوں سے درگزر فرمائے، ان کی حسنات کو شرف قبولیت بخشے، قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور ان کی دینی خدمات کا بہترین اجر عطا فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

❁❁❁

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب شرقی، فورٹ عباس کے رفیق ڈاکٹر جاوید اقبال کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0345-7049366

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم مردان کے ملتزم رفیق محترم محمد ایاز خان کی والدہ وفات پاگئیں
برائے تعزیت: 0300-9178647

☆ حلقہ لاہور غربی، گلبرک کے معتمد عبدالمنان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد طیب وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0333-4562037

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے ناظم مالیات محترم محمد سعید قریشی کی بیٹی وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0333-9011801

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق محترم محمد اقبال وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0321-6265227

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَادْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Iran Is Being Tricked into Making Balochistan the New Kurdistan

The transnational region of Balochistan risks becoming another Kurdistan-like fault line as long as Iran continues to be tricked into worsening relations with Pakistan, with the worst-case scenario being that the Golden Ring's weakest link undermines the entire geopolitical project that it has such a serious stake in securing.

Iran's uncharacteristically bellicose rhetoric against Pakistan in the aftermath of a recent terrorist attack along their shared border in the transnational region of Balochistan risks replicating the Kurdish scenario of turning this issue into an instrument of international leverage against both of them by third-party intelligence agencies for divide-and-rule purposes. Retired US Lieutenant Colonel Ralph Peters infamously published his 2006 policy proposal about geopolitically engineering "Blood Borders" across the so-called "Greater Middle East", crucially including both Kurdistan and Balochistan as integral "independent" components of his desired future vision, which was used as the partial basis by the author in summer 2016 to elaborate on the various Hybrid War scenarios that the US could employ against Iran as it seeks to ramp up unconventional pressure against it.

Everything began to heat up in 2017 when the US began simultaneously experimenting with the weaponized worsening of both geopolitical fault lines against Iran, but the Islamic Republic seemed to have successfully weathered the storm. The Kurdish issue has comparatively calmed down since then as a result of Iran's multilateral cooperation with its partners (principally among them Turkey), while the spring 2017 terrorist provocation along the Pakistani border didn't trick Iran into blaming its neighbor like it's doing now (which the author warned against doing at the time). About the second-mentioned incident, the joint Indo-American Hybrid War on CPEC has predictably destabilized Iran's Sistan and Baluchestan province, which contributed to last year's terrorist attack on Chabahar and the most recent one that caused such a stir last week.

To be clear, India's irresponsibly myopic obsession with stopping CPEC at all costs blinded some of its decision makers to the obvious blowback risks associated with this Hybrid War plot. At the same time, however, some Indian strategists might have foreseen this eventuality but wagered that Iran would take the bait and blame Pakistan, which it finally ended up doing after this latest incident. To put it plainly, India had a direct hand in what happened, knowingly involved in shaping the regional security conditions that made it possible.

Geopolitical analyst Adam Garrie did a fine job explaining the ridiculousness behind this "reasoning", as well as citing social media commentary that ironically noted that Iran and "Israel" share the same stance as India's in tacitly blaming Pakistan for last week's Pulwama attack. It's interesting that Iran, which has itself has been a victim of many terrorist conspiracies over the decades, is

paying no attention to the possibility that Pakistan is being set up to look like a so-called "state sponsor of terrorism" against both of its neighbors in order to establish the pretext for the US to potentially sanction CPEC on that basis if the ongoing Afghan Taliban peace talks somehow end up falling through. For all intents and purposes, Iran's reaction plays right into the US' hands.

By diplomatically teaming up with India and blaming Pakistan for the latest terrorist attack against it, Iran is increasing its strategic dependence on the US' ally as the most reliable long-term pressure valve against the effect of American sanctions (or so it's been [mis]led to believe). Not only that, but Iran is proverbially "cutting off its nose to spite its face" by implying Indian-like rhetoric to carry out a "surgical strike" against Pakistan because it's recklessly reversing years of hard work that its diplomats put into improving relations with its neighbor and restoring mutual trust. Worse still, the long-term consequences of a Kurdistan-like regional fault line erupting between Iran and Pakistan over Balochistan could undermine the Golden Ring geopolitical project that Iran has such a serious stake in securing.

While Pakistan is the pivot state on which this entire construction depends, the Golden Ring would nevertheless be dealt a heavy blow if Iran isn't fully on board because its weakest link could "open up the gates" to US-approved Indian influence right into its Central Asian core in order to tacitly "contain China", which might actually be why the US issued India a waiver for Chabahar late last year in preparing for this scenario's eventual fulfillment following the exploitation of an inevitable Hybrid War "blowback" provocation like what happened last week. Iran would be mistaken, however, for thinking that its strategic security can be assured more by US-allied India than China and the other multipolar Great Powers of the Golden Ring.

As regrettable as it is to see, Iran took the bait and fell for the Hybrid War plot of blaming Pakistan for the latest terrorist attack along their shared border in Balochistan, which has had the immediate consequence of reviving the US' "Blood Borders" scenario in the region as a Kurdistan-like wedge develops between these two Muslim Great Powers. Iran dealt enormous damage to bilateral relations with its reckless rhetoric holding the ISI responsible for what happened, but the worst-case (though nevertheless realistic) scenario of the Islamic Republic counterintuitively serving as the US' indirect Indian-led access route to the Golden Ring's Central Asian core can still be avoided if Tehran has the political will to team up with Islamabad against terrorism and turn Balochistan into a bridge for regional integration.

Source: ***Adapted from an article by Andrew Korybko for Global Research***

غلبۂ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ مارچ 2019ء
رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ پلوامہ واقعہ کی آڑ میں بھارتی عزائم ——— ادارہ
☆ اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ——— انجینئر محمد رشید عمر
☆ ایمان اور اس کے ثمرات و مضمرات ——— شجاع الدین شیخ
☆ غیبت اور بہتان ——— پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ اعلیٰ کامیابی: جنّت کی ڈگری ——— بیگم ڈاکٹر عبدالخالق
☆ اصلی اور فرعی مسائل میں
مخالفین کے ساتھ برتاؤ کے فقہی ضابطے (۶) ——— ڈاکٹر احمد بن سعد الغامدیؒ
☆ مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور اباجی (۴) ——— پروفیسر حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!
☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

Vol: 28 **Regd. No. C.P.L NO.114** **No.10**

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore